بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ
# بدر
قادیان

ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
۶ روپے
ششماہی ۵۰-۳ روپے
ممالک غیر
۵۰-۷ روپے
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے

جلد ۱۰ | ۱۶ر امان ۱۳۴۰ ہش | ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ | ۱۶ر مارچ ۱۹۶۱ء | نمبر ۱۱

# ملکہ الزبتھ کی خدمت میں اسلامی لٹریچر کی پیشکش

قادیان ۱۳ر مارچ حال ہی میں ملکہ برطانیہ کی ہندوستان میں تشریف آوری کے موقعہ پر نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کی طرف سے موصوفہ کی خدمت میں اسلامی لٹریچر پیش کرنے کا موقع ملا۔ احمدیہ جماعت ہندوستان اللہ تعالیٰ کے فضل سے باوجود ذرائع اور نامساعد حالات کے تبلیغ و اشاعت اسلام و احمدیت میں کوشاں ہے۔ اور ملک اور بیرون از ملک کے چوٹی کے لیڈروں کو مذہبی لٹریچر بطور تحفہ دیتی رہتی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل بلند شخصیتوں کو بذریعہ لٹریچر تبلیغ حق کر چکی ہے۔

۱۔ شری پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہند۔ ۲۔ مسٹر آئزن ہاور صدر حکومت امریکہ۔ ۳۔ شری این وی گیڈگل گورنر پنجاب۔ ۴۔ شری بھیم سین سچر گورنر آندھرا پردیش۔ ۵۔ شری سی پی این سنگھ گورنر پنجاب۔ ۶۔ شری آچاریہ ونوبا بھاوے بھودان لیڈر۔ ۷۔ شریمتی اندرا گاندھی صدر کانگرس۔ ۸۔ شری یو۔ این دھیبر صدر آل انڈیا کانگرس۔ ۹۔ مسٹر جان گورنر مدراس۔ ۱۰۔ جمال عبد الناصر صدر یونائیٹڈ عرب ری پبلک۔ ۱۱۔ عوامی چین کی کانگریس سٹینڈنگ کمیٹی کی نائب چیئرمین میڈم سن یات سن۔ ۱۲۔ تبت کے روحانی پیشوا دلائی لامہ صاحب۔ ۱۳۔ آنریبل چیف جسٹس ہند ایس۔ آر داس صاحب۔ ۱۴۔ ڈاکٹر رادھا کرشن صاحب وائس پریذیڈنٹ جمہوریہ ہند۔ ۱۵۔ مسٹر چو۔ این۔ لائی وزیر اعظم چین۔ ۱۶۔ شری پرکاش صاحب گورنر بمبئی۔ ۱۷۔ مسٹر پدمجا نائیڈو گورنر مغربی بنگال۔ ۱۸۔ مسٹر اے جے جان گورنر مدراس۔ ۱۹۔ مسٹر سنجیو ریڈی صدر آل انڈیا کانگرس۔ ۲۰۔ جیا چامراجہ وڈیار صاحب بہادر میسور گورنر میسور۔ ۲۱۔ چیف جسٹس انڈیا ڈاکٹر بھوبنیشور پرشاد۔

ملکہ الزبتھ کے حالیہ دورہ بھارت کے موقعہ پر نظارت ہذا کی طرف سے بذریعہ سفارت خانہ برطانیہ عظمیٰ درخواست کی گئی کہ ہم ہر میجسٹی ملکہ کی خدمت میں لٹریچر بھجوانا چاہتے ہیں۔ اس کے پیش کرنے کا انتظام کیا جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں پرائیویٹ سیکرٹری صاحب ملکہ معظمہ کی خدمت میں مورخہ ۱۷ر فروری ۱۹۶۱ء کو جو چٹھی لکھی گئی۔ اس کا خلاصہ ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

از طرف ناظر دعوت و تبلیغ سلسلہ احمدیہ قادیان

بخدمت جناب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب ہر میجسٹی ملکہ الزبتھ ثانی

جناب عالی

ہمیں اس بات سے بہت خوشی ہوئی کہ ہر میجسٹی ملکہ برطانیہ عظمیٰ نے ہمارے ملک کو اپنے قدم سے مشرف کیا ہے۔ اس مبارک موقعہ پر ہم مندرجہ ذیل لٹریچر بطور تحفہ کے ملکہ معظمہ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے بھجواتے ہیں۔

۱۔ قرآن کریم (انگریزی)
۲۔ اسلامی اصول کی فلاسفی (انگریزی)
۳۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام (انگریزی)
۴۔ نظام نو (انگریزی)
۵۔ ہمارے بیرونی مشن (انگریزی)
۶۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کہاں ہوئی (انگریزی)

آپ کی اطلاع کے لئے یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ رسالہ "تحفہ قیصریہ" حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے ملکہ معظمہ وکٹوریہ کی خدمت میں بھجوایا گیا تھا۔ اور کتاب "تحفہ شہزادہ ویلز"

# اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۱ر مارچ (دس بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی اطلاع مظہر ہے کہ

"اس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے"۔

احباب جماعت حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو بلد شفاء کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۱۴ر مارچ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ربہ آج صبح آٹھ بجے مع اہل و عیال چند روز کیلئے پاکستان تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ سفر حضر میں آپ کے ساتھ ہو اور سب کو بخیریت واپس دار الامان لائے۔ آمین۔

قادیان ۱۵ر مارچ۔ حسب پروگرام رمضان شریف کے آخری عشرہ میں مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل بعد نماز ظہر مسجد اقصیٰ میں قرآن کریم کا درس دے رہے ہیں انشاء اللہ ۲۹ر رمضان المبارک مطابق ۱۷ر مارچ کو درس القرآن کے اختتام پر بعد نماز عصر اجتماعی دعا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمام درس دینے والوں اور سننے والوں کو قرآنی برکات سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین۔

ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی طرف سے جناب ڈیوک آف ونڈسر کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا۔

مابعد کے زمانہ میں تحریک احمدیت دنیا کے طول و عرض میں پھیل چکی ہے۔ اور اس کے مشن یورپ۔ امریکہ۔ ایشیا۔ افریقہ اور بہت سے دیگر علاقہ جات میں قائم ہو چکے ہیں۔

مجھے امید واثق ہے۔ کہ ہر میجسٹی ملکہ معظمہ مہربانی فرما کر اپنے قیمتی وقت میں سے کچھ وقت نکال کر اس زندگی بخش اور روح پرور مذہبی لٹریچر کو مطالعہ فرمائیں گی۔

مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ
قادیان

یہ چٹھی اور لٹریچر ایک وفد کے ذریعہ سفارت انگلستان میں پیش کر دیا گیا۔ وفد میں مکرم مولانا محمد سلیم صاحب مبلغ دہلی۔ مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے۔ مکرم رحمت اللہ خان صاحب صدر جماعت دہلی اور مکرم پروفیسر مبارک احمد صاحب ایم۔ ایس سی شامل تھے۔

نظارت کی چٹھی اور لٹریچر پیش ہونے کے بعد C.M. Anderson سفارت خانہ برطانیہ عظمیٰ دہلی کی طرف سے مندرجہ ذیل چٹھی موصول ہوئی ہے:-

از دفتر ہائی کمشنر برطانیہ عظمیٰ نئی دہلی ۲۱
نمبر ۱-۴-S.محکمہ مورخہ ۲/۳/۶۱

میرے پیارے مرزا وسیم

مجھ سے جناب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب ملکہ معظمہ برطانیہ نے خواہش کی ہے کہ میں احمدیہ مذہبی لٹریچر کے لئے جو آپ نے ملکہ معظمہ کو پیش کرنے کیلئے بھجوایا ہے۔ دلی شکریہ ادا کروں۔ آپکا لٹریچر کا تحفہ ملکہ معظمہ نے شکر گذاری کے جذبہ سے قبول فرمایا ہے۔ آپکا مخلص
سی۔ ایم۔ انڈرسن

بخدمت مرزا وسیم احمد
ناظر دعوت و تبلیغ
صدر انجمن احمدیہ قادیان

# قادیان میں لیکھرام کی برسی
## اور
## جلسہ آریہ سماج میں نہایت اشتعال انگیز تقاریر

پنڈت لیکھرام کی برسی پر اس دفعہ بھی آریہ سماج قادیان نے اپنے مندر میں ۴ر ۵ر اور ۶ر مارچ کو جلسہ کیا۔ جس میں کنج لال، پنڈت رتن دیو۔ ترلوک چند شاستری۔ شانتی پرکاش وغیرہ نے تقریریں کیں۔ ان میں سے اکثر تقریریں اشتعال انگیز منافرت خیز اور احمدیہ جماعت کے پیشوا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام اور موجودہ امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی توہین کرنے والی تھیں۔ اور ان کے الفاظ احمدیہ جماعت کے مذہبی عقائد اور جذبات کو حد درجہ مجروح کرنے اور ٹھیس پہنچانے والے تھے۔ خاص طور پر کنج لال جو اپنے آپ کو رب قادیان کہتا ہے اور ایک مدت سے قادیان چھوڑ کر بٹالہ میں بود و باش اختیار کر چکا ہے اس موقعہ پر اشتعال انگیزی کے لئے قادیان آیا۔ اور اس نے نہایت منافرت خیز توہین آمیز اور جماعت احمدیہ کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے والی تقریر کی۔ اس نے جو نہایت قابل اعتراض الفاظ جماعت کے خلاف استعمال کئے اور جھوٹ اور بہتان باندھے۔ اور احمدیہ جماعت کے مقدس پیشوایان کی جس رنگ میں توہین کی ہم ان الفاظ کو دہرانے اور شائع (باقی صہ ۱۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۶۱ء

# "مسیح موعودؑ" — "ایک فتح نصیب جرنیل"

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو، وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا جو شورِ قیامت ہو کر خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا ...... دُنیا سے اُٹھ گیا۔

.... مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جاسکے۔ ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے یہ نازشِ فرزندان تاریخ بہت کم منظرِ عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرکے دکھا جاتے ہیں۔

مرزا صاحب کی اس رفعت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلافات کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو۔ ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو۔ محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جُدا ہو گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ مخالفینِ اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف **ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے** رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے ...... مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنا پڑتی ہے ...... آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔"

یہ ہے وہ خراجِ تحسین جو حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے موقعہ پر امرتسر سے شائع ہونے والے ایک بلند پایہ غیر احمدی پرچہ "وکیل" کی طرف سے پیش ہوا۔ حضور کے تیس سالہ زمانہ ماموریت اور اس عرصہ میں آپ کے سنہری کارناموں پہ نگاہ ڈالی جائے تو اخبار مذکور کے تبصرہ کا ایک ایک فقرہ برمحل اور حقیقت سے پُر ہے۔ احمدی نقطۂ نگاہ سے آپ اس زمانہ کے مامور تھے اور اصلاحِ خلق کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ اُس روحانی انقلاب کے سامان کئے جن کی اس وقت ضرورت تھی۔ اور پھر آپ کی صداقت کے لئے آسمان اور زمین سے عدیم قسم کے نشان ظاہر کئے۔ ۱۹۰۸ء میں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کی طرف سے آخری بلاوا آیا آپ کے انفاس قدسیہ کی برکت سے اور آپ کی پاک صحبت کے طفیل پاکبازوں کی ایک اچھی خاصی اور فعال جماعت تیار ہو چکی تھی اور جس روحانی انقلاب کے لئے آپ دنیا میں بھیجے گئے تھے اُس کی محکم بنیادیں دنیا میں قائم ہو چکی تھیں تجدید و احیاءِ دین کا عظیم الشان کام جس کی تخم ریزی آپ کے ہاتھوں ہوئی آپ کی وفات کے وقت ہونہار پودا کے چکنے چکنے پات کی شکل میں ظاہر ہو چکا تھا۔

حسبِ دستور جس زمانہ میں آپ کی بعثت ہوئی وہ زمانہ ہر قسم کے مفاسد اور حد درجہ بگاڑ کے لحاظ سے بزبانِ حال کسی مصلح اور ریفارمر کا تقاضا کرتا تھا۔ زمانہ کی بہ ناگفتہ بہ صورت ایسی ظاہر و باہر تھی اور ہے کہ اس پر زیادہ دلائل دینے اور اس کا ثبوت پیش کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ عیاں را چہ بیاں۔ ایک طرف مغربی اقوام کے غلبہ اور اُن کے ذریعہ علمی اور سائنسی ترقی کے عروج کے نتیجہ میں مذہبی دنیا کو جو شدید صدمہ پہنچا وہ اسی بات سے ظاہر ہے کہ دجالی سحرکاری اور جدید فلسفہ کی گمراہ کن کوششوں کے نتیجہ میں مذہب میں یقین رکھنے والوں کے پاؤں بھی اُکھڑنے لگے اور بڑی بھاری تعداد میں لوگ مذہب سے منہ موڑ کر الحاد و دہریت کے کیمپ میں جانے لگے۔

عجیب بات ہے کہ اس پُر آشوب زمانہ کا ذکر بصورت روایات قریباً ہر مذہب میں چلا آتا ہے۔ اور ساتھ ہی ایک برگزیدہ وجود کے ذریعہ اس کی اصلاح کا وعدہ بھی دیا گیا ہے۔ جیسا کہ اوپر اشارہ کیا جا چکا ہے گناہوں کی کثرت اور روحانیت کے فقدان اور مذہب سے بیگانگی کی وجہ سے زمانہ اس حد تک بگڑ چکا ہے کہ یہ روحانی مرض ایک وبائی صورت اختیار کر چکا ہے۔ تو کیا اصلاحِ خلق کے لئے بھی کوئی سامان ہوا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو غور طلب بات ہے کہ بزرگانِ سلف کی بتائی ہوئی باتوں کا وہ حصہ جو زمانہ کے بگاڑ سے تعلق رکھتا تھا وہ تو پورا ہو چکا مگر کیا وجہ ہے کہ ان کی بات کا وہ حصہ جو اصلاحِ احوال کے بارہ میں ہے۔ ابھی تک پورا ہونے میں نہیں آیا۔ اس صورت میں کیا ان مقدسوں کی صداقت معرضِ خطر میں نہیں ٹھیرتی؟ بہت ممکن ہے کہ حقیقت کا مصلح ظاہر ہو چکا ہو اور دنیا کی اپنی آنکھیں ہی اُس کی پہچان سے قاصر رہی ہوں۔ اگرچہ قریباً قریب سبھی مذاہب میں آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والے مصلح کی خبر موجود ہے مگر یہی زمانہ جبکہ اس کے ظہور کی ضرورت بشدت محسوس ہو رہی ہے۔ سوائے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور کسی نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ آپؑ کا دعوےٰ ساری دنیا کے سامنے موجود ہے۔ نہ صرف خالی خولی دعوے ہی ہے۔ بلکہ آپ کی تیس سالہ ماموانہ زندگی آپ کے عظیم الشان کارنامے جو نوعِ انسان کو اُس کے مالکِ حقیقی کے ساتھ تعلق پیدا کرانے کے سلسلہ میں ظاہر ہوئے۔ ان کے ذریعہ ایک روحانی انقلاب برپا ہوا جس کا دائرہ روز بروز وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ آپ کے ذریعہ ایک مثالی جماعت تیار ہوئی جس نے آپ کی پاک صحبت اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والے چمکتے ہوئے نشانات کے نتیجہ میں اپنے دلوں میں تازہ ایمان پایا اپنی گندی زندگی سے نجات پائی اور ہر قسم کی جانی مالی اور عزت کی قربانیوں کے ساتھ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا بے مثال نمونہ قائم کیا۔ وہ خدا کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوئے جیسا کہ اس زمانہ کے مامور اور مرسل نے تغیر میں کلام کے ذریعہ اپنے بندوں کو خطاب کرنے والے خدا کو پیش کیا تھا۔ ان کی اخلاقی حالتیں ایسی سدھر گئیں کہ فی زمانہ نوعِ انسان کی لاج رکھ لی اور اپنے دلوں میں شفقت علیٰ خلق اللہ کا ایک نہ ختم ہونے والا جوش پیدا کر لیا جس سے ایک حصہ تو دیوانہ وار دنیا کے اطراف میں خدا کے دین کی منادی کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ اور دوسرے حصہ نے اپنی پاک کمائی سے ایک مخصوص حصہ دین کی اشاعت کے لئے دینا شروع کر دیا۔ اس سے روحانیت سے بھرپور لٹریچر تیار ہوا۔ کلام اللہ کا ترجمہ مختلف زبانوں میں ہونے لگا اور خدا سے بیگانہ مخلوق نے اپنے خالق کا ابدی پیغام اپنی زبان میں پڑھ کر روحانی پیاس کو بجھانے کے سامان حاصل کئے۔

ماسوا اس کے حضرت مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بیان کردہ خیالات و نظریات جن کی کسی وقت شدید مخالفت ہوئی۔ اب انہیں نظریات کو آہستہ آہستہ ساری دنیا ہی غیر شعوری طور پر مان لینے پر مجبور ہو رہی ہے۔ کوئی زمانہ تھا جبکہ عیسائیوں کی نقل میں عامۃ المسلمین بھی نہ صرف حیاتِ مسیحؑ کا عقیدہ رکھتے بلکہ ان کی طرف بہت سے ایسے اوصاف منسوب کرتے جو واضح طور پر خاصہ الوہیت ہیں۔ ایسے لوگوں نے اپنے اس عقیدے پر ایسی شدت اختیار کر لی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے حضرت مسیح ناصری کی وفات کا نظریہ سُن کر آپ پر کفر کے فتوے دینے لگے۔ مگر آج جہاں اس مخالفت کی شدت ختم ہو گئی وہاں اس موضوع پر کوئی غیر احمدی کسی احمدی سے گفتگو کرنے کی بھی جرأت نہیں کرتا۔

اسی طرح قرآنی تعلیم کے مطابق کہ خدا تعالیٰ نے سب قوموں کی طرف رسول بھیجے جب بشارت درش کے مقدس وجود

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

# قادیان کی مرکزی مساجد میں اعتکاف

قادیان ۱۳ مارچ۔ رمضان شریف کے مبارک مہینہ کے آخری عشرہ میں سنتِ نبوی پر عمل کرتے ہوئے مسجد مبارک و مسجد اقصیٰ میں حسب ذیل ۱۲ احباب کو اعتکاف کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان میں دو دوست پاکستانی زائرین میں اور باقی مقامی احباب۔

(الف) مسجد مبارک میں اعتکاف کرنے والے (۱) حضرت حاجی محمد الدین صاحب تہالوی (۲) مکرم حاجی عبدالکریم صاحب آف کراچی (پاکستان) (۳) مکرم مرزا محمد زمان صاحب (۴) مکرم یونس احمد صاحب اسلم (۵) مکرم نذیر احمد صاحب شاد۔ (۶) مکرم حکیم محمد سعید صاحب مبلغ کشمیر (۷)، مکرم مولوی عبدالحمید صاحب مؤمن۔

(ب) مسجد اقصیٰ میں اعتکاف کرنیوالے (۱) مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقا پوری (۲) مکرم ملک نذیر احمد صاحب پشاوری (۳) عبداللطیف صاحب ملکانہ متعلم جامعہ احمدیہ (۴) ایم کے محمد بشیر مالاباری متعلم جامعہ احمدیہ (۵) مکرم بابا فقیر محمد صاحب آف منٹگمری پاکستان۔

اللہ تعالیٰ سب دوستوں کے اعتکاف کو اُن کے لئے اور تمام جماعت کے لئے بابرکت کرے اور سب کی نیک مرادیں پوری کرے اور اُن کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین۔

# سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی جماعت سے پُر شفقت خطاب!

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مشہور کتاب ازالہ اوہام کے خاتمہ میں ان دوستوں کے لئے جو سلسلہ بیعت میں داخل ہیں نصیحت کی باتیں کے عنوان سے جو خطاب فرمایا ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ اس قابل ہے کہ تمام احباب جماعت اسے بغور مطالعہ کریں اور بیان فرمودہ جملہ پُر شفقت نصائح پر عمل پیرا ہونے کی سعی کریں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

اے میرے دوستو! جو میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو خدا ہمیں اور تمہیں ان باتوں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہو جائے۔ آج تم تھوڑے ہو اور تحقیر کی نظر سے دیکھے گئے ہو اور ایک ابتلا کا وقت تم پر ہے۔ اسی سُنت اللہ کے موافق جو قدیم سے جاری ہے۔ ہر ایک طرف سے کوشش ہو گی کہ تم ٹھوکر کھاؤ اور تم ہر طرح سے ستائے جاؤ گے اور طرح طرح کی باتیں تمہیں سُننی پڑیں گی اور ہر یک جو تمہیں زبان یا ہاتھ سے دُکھ دیگا وہ خیال کرے گا کہ اسلام کی حمایت کر رہا ہے اور کچھ آسمانی ابتلا بھی تم پر آئیں گے۔ تا تم ہر طرح سے آزمائے جاؤ۔ سو تم اس وقت سُن رکھو کہ تمہارے فتحمند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو یا گالی کے مقابل پر گالی دو۔ کیونکہ اگر تم نے یہ راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہونگی جن سے خدا تعالیٰ نفرت کرتا ہے اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے پر دو لعنتیں جمع کر لو ایک خلقت کی اور دوسری خدا کی بھی۔

یقیناً یاد رکھو کہ لوگوں کی لعنت اگر خدا تعالیٰ کی لعنت کے ساتھ نہ ہو کچھ بھی چیز نہیں اگر خدا ہمیں نابود نہ کرنا چاہے تو ہم کسی سے نابود نہیں ہو سکتے لیکن اگر وہی ہمارا دشمن ہو جائے تو کوئی ہمیں پناہ نہیں دے سکتا ہم کیونکر خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو اس کا اُس نے مجھے بار بار یہی جواب دیا کہ تقویٰ سے۔ سو اے میرے پیارے بھائیو کوشش کرو تا متقی بن جاؤ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچکر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اُٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو سب سے اوّل اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بنجاؤ کہ ہر یک خیر اور شر کا بیج پہلے دل ہی میں پیدا ہوتا ہے اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہو گی اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء ہر ایک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسے پان کھانیوالا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردّی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے۔ اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کو مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردّی پاؤ اس کو کاٹ کر باہر پھینکو ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ۔

پھر بعد اس کے کوشش کرو اور نیز خدا تعالیٰ سے قوت اور ہمت مانگو کہ تمہارے دلوں کو پاک ارادے پاک خیالات اور پاک جذبات اور پاک خواہشیں تمہارے اعضاء اور تمہارے تمام قویٰ کے ذریعہ سے ظہور پذیر اور تکمیل پذیر ہوں تا تمہاری تمام نیکیاں کمال تک پہنچیں کیونکہ جو بات دل سے نکلے اور دل تک ہی محدود رہے وہ تمہیں کسی مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتی خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اسکے جلال کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو اور یاد رکھو کہ قرآن کریم میں پانسو کے قریب حکم ہیں اور اس نے تمہارے ہر ایک عضو اور ہر ایک قوت اور ہر ایک وضع اور ہر ایک حالت اور ہر ایک عمر اور ہر ایک مرتبہ فہم اور مرتبہ فطرت اور مرتبہ سلوک اور مرتبہ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے سو تم اس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو اور جسقدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو جو شخص ان حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مواخذہ کے لائق ہو گا اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جُوا اپنی گردنوں پر اُٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہو گا اور سرکش جہنم میں گرایا جائیگا پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائیگا دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو کہ ایسے خیال کیلئے گڑھا درپیش ہے بلکہ تم اسلئے اسکی پرستش کرو کہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے چاہیئے پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جائے اور تمہاری نیکیوں کا فقط یہی غرض ہو کہ وہ محبوب حقیقی اور محسن حقیقی راضی ہو جاوے کیونکہ جو اس سے کمتر خیال ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے۔

خدا بڑی دولت ہے اسکے پانے کیلئے مصیبتوں کیلئے تیار ہو جاؤ وہ بڑی مراد ہے اسکے حاصل کرنے کیلئے جانوں کو فدا کرو عزیزو! خدا تعالیٰ کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو۔ موجودہ فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے ایک بچہ کی طرح بن کر اسکے حکموں کے نیچے چلو۔ نماز پڑھو نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کُنجی ہے اور جب تو نماز کیلئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا تو ایک رسم ادا کر رہا ہے بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہر وضو کرتے ہو ایسا ہی ایک باطنی وضو بھی کرو اور اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو تب ان دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو تا تم پر رحم کیا جائے۔

سچائی اختیار کرو۔ سچائی اختیار کرو کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں کیا انسان اسکو بھی دھوکا دے سکتا ہے کیا اسکے آگے بھی مکاریاں پیش جاتی ہیں نہایت بدبخت آدمی اپنے فاسقانہ افعال اس حد تک پہنچاتا ہے کہ گویا خدا نہیں تب وہ بہت جلد ہلاک کیا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔

عزیزو! اس دنیا کی مجرد منطق ایک شیطان ہے اور اس دنیا کا خالی فلسفہ ایک ابلیس ہے جو ایمانی نور کو نہایت درجہ گھٹا دیتا ہے اور بے باکیاں پیدا کرتا ہے اور قریب قریب دہریت کے پہنچاتا ہے سو تم اس سے اپنے تئیں بچاؤ اور ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو اور بغیر چون و چرا کے حکموں کو ماننے والے ہو جاؤ جیسا کہ بچہ اپنی والدہ کی باتوں کو مانتا ہے۔

قرآن کریم کی تعلیمیں تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچانا چاہتی ہیں ان کی طرف کان دھرو اور ان کے موافق اپنے تئیں بناؤ۔

قرآن شریف انجیل کیطرح تمہیں صرف یہ نہیں کہتا کہ نامحرم عورتوں کو یا ایسوں کو جو عورتوں کی طرح محل شہوت ہو سکتی ہیں شہوت کی نظر سے مت دیکھو بلکہ اسکی کامل تعلیم کا یہ منشا ہے کہ تو بغیر ضرورت نامحرم کی طرف نظر مت اُٹھا نہ شہوت سے اور نہ بغیر شہوت بلکہ چاہیئے کہ تو آنکھیں بند کر کے اپنے تئیں ٹھوکر سے بچاوے تا تیری دلی پاکیزگی میں کچھ فرق نہ آوے۔ سو تم اپنے مولیٰ کے اس حکم کو خوب یاد رکھو اور آنکھوں کے زنا سے اپنے تئیں بچاؤ اور اس ذات کے غضب سے ڈرو جس کا غضب ایک دم میں ہلاک کر سکتا ہے۔ قرآن شریف یہی فرماتا ہے کہ تو اپنے کان کو بھی نامحرم عورتوں کے ذکر سے بچا اور ایسا ہی ہر ایک ناجائز ذکر سے۔

عزیزو! اپنے سلسلہ کے بھائیوں سے جو میری اس کتاب میں درج ہیں باستثناء اس شخص کے کہ بعد اس کے خدا تعالیٰ اس کو ردّ کر دیوے خاص طور سے محبت رکھو اور جبتک کسی کو نہ دیکھو کہ وہ اس سلسلہ سے کسی مخالفانہ فعل یا قول سے باہر ہو گیا تب تک اس کو اپنا ایک عضو سمجھو لیکن جو شخص مکاری سے زندگی بسر کرتا ہے وہ اپنی بدعہدیوں یا کسی قسم کے جور و جفا سے اپنے کسی بھائی کو آزار پہنچاتا ہے یا بد دسادس و حرکات مخالف عہد بیعت سے باز نہیں آتا وہ اپنی بدعملی کی وجہ سے اس سلسلہ سے باہر ہے اس کی پرواہ نہ کرو۔

چاہیئے کہ اسلام کی ساری تصویر تمہارے وجود میں نمودار ہو اور تمہاری پیشانیوں میں اثر سجود نظر آوے اور خدا تعالیٰ کی بزرگی تم میں قائم ہو اگر قرآن اور حدیث کے مقابل پر ایک جہانی عقلی دلائل کا دیکھو تو اس کو ہرگز قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے۔ توحید پر قائم رہو اور نماز کے پابند ہو جاؤ اور اپنے مولیٰ حقیقی کے حکموں کو سب سے مقدم رکھو اور اسلام کے لئے سارے دُکھ اُٹھاؤ۔ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ۔

خطبہ عید الفطر

# سچی عید خدا کے قرب میں ہے

(اور)

## خدا کا قرب خدا کے بندوں کو اُس کے قریب کرنے سے ملتا ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۸ مئی ۱۹۲۳ء

**مسلمانوں کی عید**

تشہد اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ

عید کا دن جو مسلمانوں میں خوشی کا دن شمار کیا جاتا ہے۔ اس کے متعلق قابلِ غور بات یہ ہے کہ ہم اس دن کیوں خوش ہوتے ہیں یہی دن بعینہٖ اپنے تمام حالات کے ساتھ جس طرح ہم پر آیا ہے۔ اسی طرح ہندوؤں عیسائیوں اور سکھوں پر چڑھا ہے۔ مثلاً یہ نہیں کہ ہم پر یہ دن ٹھنڈا ہو۔ ہندوؤں پر گرم ہو۔ یا مثلاً ہمارے لئے سورج کے چڑھنے اور اُترنے میں فرق پڑ گیا ہو۔ دن رات چھوٹے بڑے ہو گئے ہوں۔ ان میں سے کوئی فرق نہیں جس طرح ان کے لئے ہے اسی طرح ہمارے لئے۔ پس جب یہ دن سب کے لئے برابر ہے۔ تو وجہ کیا ہے کہ ہم خوش ہیں اور وہ نہیں۔ ہمارا بچہ بچہ خوش ہے۔ ہماری عورتیں خوش ہیں۔ ہمارے مرد خوش ہیں لیکن اس کے مقابلہ میں ہندوؤں کے مرد اور بچے اس دن کو معمولی طور پر گذارتے ہیں۔ یہی حال اس دن سکھوں کا ہے۔ اور اس دن کا اثر ان لوگوں کے اعمال پر حرکات و سکنات پر کچھ بھی نہیں۔ ہمارے لئے آج کا دن جانے والی اور آنے والی کل کی نسبت اہم ہے۔ کل ہمارے بچوں اور عورتوں اور مردوں نے لباس پہنے تھے۔ اور کل کے لئے بھی تیاری نہیں کریں گے۔ مگر آج کرتے ہیں۔

**ہندوؤں۔ عیسائیوں کی عید**

پھر ہم دیکھتے ہیں ہندوؤں اور عیسائیوں کی جو عیدیں ہوتی ہیں۔ ان کا ہم پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ہندوؤں کی دیوالی ہوتی ہے۔ اور ہولی ہوتی ہے۔ ان کا ہم پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ ہمارے ہاں وہی چراغ جلتے ہیں جو عام طور پر جلا کرتے ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں وہ غریب ہندو جس کو روزانہ جلانے کے لئے بھی تیل نہ ملتا ہو۔ دیوالی کے دن ضرور چراغ جلاتا ہے۔ غرض مسلمانوں کی عید ہندوؤں اور عیسائیوں پر مؤثر نہیں اور ہندوؤں کے تہوار مسلمانوں۔ عیسائیوں کے لئے اثر انداز نہیں۔ اور عیسائیوں کی عید مسلمانوں اور ہندوؤں کے لئے پُر اثر نہیں۔

**عید کے دن خوشی کی وجہ**

لیکن سوال یہ ہے کہ خوش ہونے کی وجہ کیا ہے اگر ہم اس بات پر غور کریں تو اپنی زندگی کے اصول سمجھ کر نیچے لا سکتے ہیں۔ عید کا دن اپنے ظاہری سامانوں سے عید نہیں ہے۔ کپڑوں سے عید نہیں۔ کیونکہ کپڑے ہندو۔ عیسائی بھی بناتے ہیں۔ کھانوں سے عید نہیں۔ کہ کھانے دوسرے بھی کھا سکتے ہیں۔ اور خود مسلمان بھی دوسرے دن پکا سکتے ہیں مگر اس دن چہل پہل ہوتی ہے۔ اگر کھانوں کپڑوں ہی سے عید ہو۔ تو ہندوؤں عیسائیوں کے لئے بھی ہو سکتی ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے لئے ہے ان کے لئے نہیں پس معلوم ہوا کہ عید کپڑوں اور کھانوں سے نہیں۔ بلکہ کپڑے عید کے لئے ہیں اور کھانے عید کے لئے ہیں۔ عید کی وجہ سے لوگ پہنتے اور لوٹتے ہیں جس جگہ لاش پڑی ہو۔ وہاں اگر کوئی شخص پہنے تو اس سے عید نہیں ہو سکتی۔ اس دن عمدہ کپڑے میت والے کے گھر میں پہنو۔ یا اچھے کھانے پکا کر بھیجدو۔ تو ان کی عید نہیں ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ سنت طریق ہے۔ کہ جس دن کسی مسلمان کے گھر میں میت ہو جائے۔ تو دوسرے مسلمان ان کے گھر میں کھانا بھیجتے ہیں۔ کیونکہ وہ صدمہ کی وجہ سے کھانا نہیں پکا سکتے۔ اگر ایسا نہ ہو تو بچے وغیرہ بھوکے رہیں۔ پس ایسی حالت میں اس گھر کے لئے عید نہیں۔ اگر کھانے پینے سے عید ہوتی۔ تو سب کی ایک عید ہوتی۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ سب کی نہیں ہم اُمراء کو دیکھتے ہیں کہ ان کے پاس عموماً اتنے زیادہ اور اچھے کپڑے ہوتے ہیں کہ وہ عید پر کوئی خاص اہتمام نہیں کرتے۔ پس معلوم ہوا کہ عید کے دن خوش ہونے کی وجہ کھانوں اور کپڑوں کے علاوہ کوئی اور چیز ہوتی ہے۔

**مقصد میں کامیابی خوشی کا موجب ہے**

اگر یہ کہا جائے کہ چونکہ رمضان کے بعد آتی ہے۔ اس لئے ہم خوش ہوتے ہیں۔ کہ روزے ختم ہو گئے۔ اس لئے خوشی ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ کس نے مجبور کیا تھا کہ روزے رکھتے نہ رکھتے۔ خدا کی طرف سے جبر کے سامان نہیں۔ کہ فرشتے پکڑ کر کسی سے کوئی کام کرائیں پس عید اس لئے بھی نہیں کہ روزے ختم ہو گئے۔ کیونکہ روزے رکھنے کے لئے کوئی جبر بھی نہ تھا۔ پس اس لئے بھی خوشی نہیں کہ ایک بوجھ اُتر گیا۔ ہاں عید کے معنے یہ ہیں کہ ہمارے ذمے ایک کام اور فرض تھا ہم نے اس کو پورا کر دیا۔ لڑکا امتحان دینے جاتا ہے۔ پاس ہو جاتا ہے۔ خوش ہوتا ہے۔ شادی ہوتی ہے۔ تو شادی کی غرض اولاد ہے۔ جب اولاد ہو تو انسان خوش ہوتا ہے کیونکہ عورت مرد کے ملنے کا نتیجہ اولاد ہے۔ پس اگر خوشی ہے تو اس لئے کہ کام کر لیا۔ ورنہ بہت ہیں جنہوں نے کپڑے نہیں بدلے کئی ہیں جنہوں نے کھانے نہیں کھائے۔ اگر عید ہے تو اس کی کہ ہم نے اپنے فرض کو ادا کر لیا۔ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔

**روزہ رکھنے والے کیوں خوش ہیں**

اگر کہو کہ وہ بھی خوش ہیں جنہوں نے روزے نہیں رکھے اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کے کئی قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ تھوڑے سے تعلق سے بھی ایک رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور کامل مشارکت سے ہم رنگ ہو جاتے ہیں۔ اگر ایک شخص کے ہاں اولاد ہو جو ہمارا دوست ہے تو ہم خوش ہوتے ہیں۔ دوستوں کی خوشی اپنی خوشی ہوتی ہے۔ جیسا کہ اگر ہم دیکھتے ہیں کہ اگر ہم خوش ہوں تو خاموش آدمی بھی خوش ہو جاتا ہے۔ پس ان کی چونکہ اسلام کے نام میں مشارکت ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو جان کر بھی روزہ نہیں رکھتے وہ اس رسمی مشارکت کے باعث خوشی میں خوش ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ لوگ جو رسم کے بندے ہیں۔ وہ ان رسوم کے پابند ہیں۔ جو ماں باپ کو کرتا دیکھتے ہیں۔ اس کی مثال اس بچے کی ہے جس کی ماں مر گئی۔ اور وہ اس کو سویا ہوا سمجھ کر تھپڑ مارتا ہے اور کہتا ہے کہ ماں بولتی کیوں نہیں حالانکہ وہ ماں خاموش نہیں ہوتی۔ بلکہ مر گئی ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جو رسمی طور پر خوش ہوتے ہیں۔ بیخبری سے خوش ہوتے ہیں۔ ورنہ یہ موقع ان کے لئے ماتم کا ہوتا ہے۔ کہ فیل ہو گئے۔ جس طرح فیل شدہ طالب علم کے لئے خوش ہونے کا مقام نہیں ہوتا۔ جیسے مُردہ ماں کے بچے کے لئے ہنسنے کا مقام نہیں ہوتا۔ اسی طرح ان لوگوں کے لئے خوشی کی جگہ نہیں۔ جو عید مناتے ہیں مگر انہوں نے اپنا مقصد پورا نہیں کیا۔ پس عید انہی کی ہے جنہوں نے اپنے فرائض مفوضہ کو پورا کیا۔ چونکہ روزے بھی ایک فرض ہیں۔ اس لئے مسلمان خوش ہوتے ہیں کہ انہوں نے اس فرض کو ادا کیا۔

**ہمارے مقاصد**

ہمارا مقصد کیا ہے اس کے متعلق قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مقصد دو ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلا مقصد یہ بتایا کہ اللہ تعالےٰ کی رضا اور قرب اور وصل ہمیں مل جائے۔ اگر اس مقصد میں کامیاب ہو جائیں۔ تو یہ بڑی کامیابی اور حقیقی عید ہے۔ انسان کو اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ انسان چاروں طرف سے منقطع ہو کر میرے ہو جائیں۔ باقی باتوں پر لات ماردیں۔ خدا کے لئے مال و جان کو قربان کریں۔ رشتہ داروں کو چھوڑ دیں۔ خیالات و وطن اولاد امیدوں اور اُمنگوں کو قربان کریں تو حقیقی عید دیکھیں گے۔ اور یہی راز ہے جو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ خدا کے بندوں میں داخل ہو جاؤ۔ اور خدا کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ دوسرا مقصد بنی نوع پر شفقت ہے۔ اس کے کئی حصے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہم ان تک وہ باتیں پہنچائیں جن کے بغیر ان کی حالت موت سے بدتر ہے۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ان کو خدا تک پہنچائیں اور صحیح رستہ پر لے آئیں اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ اگر ہم بھوکے کو روٹی دیتے ہیں تو اس کے ایک وقت کی تکلیف دور ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر ہدایت دیں تو وہ دونوں جہان میں کام آئیگی۔ اگر ننگے کو کپڑا دینگے تو کچھ دیر کے لئے اس کا کچھ ستر ڈھک جائے گا۔ اگر تقویٰ کا لباس دیں اور خدا کے دین میں داخل کریں تو وہ ہمیشہ کے لئے ننگا ہونے سے محفوظ ہو جائیگا۔ پس خدا کے بندوں پر بڑی شفقت یہ ہے کہ ہم انکو خدا تک پہنچائیں۔ یہ شفقت کا بڑا مقام ہے۔ اگر ہم خدا کی مخلوق کا تعلق خدا سے کریں تو حقیقی عید ہے۔ اسکے بعد اور کوئی اور دن نہیں ہمیں چاہئے کہ اس سچی عید کیلئے اور ان مقاصد کیلئے کام کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی فکر کریں۔ اور دنیا کو ہدایت دینے کیلئے جد و جہد کریں۔ جبتک ساری دنیا ہدایت نہ پالے سانس نہ لیں۔ کوئی کہے مجھے کیا فائدہ ہے کہ دنیا ہدایت پائے۔ تو میں کہتا ہوں اگر کوئی فائدہ نہ ہو۔ تو یہ کیا کم ہے کہ ہم تمام دنیا کو ہدایت پر جمع کریں۔ بغیر عید کو ہی نہیں دیکھ سکتے جب تک لوگوں کے دکھوں کو دور نہ کریں۔ اللہ تعالےٰ دین نہیں دیا کرتا۔ اگر ایک بچہ مر رہا ہو۔ اور اس کے بچنے کی امید نہ ہو۔ لوگ خوش نہیں ہوتے۔ اسی طرح جب تک اُمید ہے عید نہیں منا سکتے۔ ہاں اگر اللہ سے بالکل مایوسی ہو جائے تو پھر لوگ

# مختلف مقامات میں یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب پر جلسے

## لکھنؤ

مورخہ ۲۰ رفروری ۱۹۶۱ء کو لکھنؤ کی جماعت نے جلسہ "یوم مصلح موعود" بعد نماز مغرب جناب رستم علی خالف صاحب شاہجہانپوری کی صدارت میں بر مکان سیٹھ خیر الدین صاحب مرحوم منعقد کیا۔ الحمد للہ مکرم سیٹھ بشیر احمد صاحب نے حاضرین کے لئے افطاری کے لئے پرتکلف دعوت کا سامان کر رکھا تھا۔ بعد نماز مغرب تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم سید اعجاز حسین صاحب نے اہمیت مصلح موعود کے عنوان پر مختصر مگر مؤثر تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ گو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ہم سے سینکڑوں میل کے فاصلے پر تشریف فرما ہیں مگر پھر بھی ہم میں سے ہر ایک حضور کی ذات کو اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔ اور اس طرح ہمیں ایک روحانی تسکین ملتی ہے اس کے بعد آپ نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا مضمون پڑھ کر سنایا۔ جو سامعین نے ہمہ تن گوش ہو کر سنا۔

دوسری تقریر مکرم مولوی غلام نبی صاحب نے کی جس میں پیشگوئی مصلح موعود کی عبارت کا متن پڑھ کر سنایا۔ نیز وضاحت کرتے ہوئے مولوی صاحب نے سیدنا حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے بعض چیدہ چیدہ اور اہم کارناموں پر اجمالاً روشنی ڈالی۔

تیسری تقریر سعید احمد صاحب طالبعلم نے کی کہ ہماری جماعت کے متعلق غیروں کی طرف سے بعض غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں۔ جن کا دور کیا جانا نہایت ضروری ہے۔

مکرم سید اعجاز حسین صاحب نے حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے سعید احمد صاحب طالبعلم کو ہندوؤں کے ساتھ تبلیغ کرنے کی نصیحت فرمائی۔

آخر پر صاحب صدر نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے اس رؤیا کی طرف خاص توجہ دلائی کہ ایک خواب کی طرف توجہ دلائی کہ ایک وقت آئے گا کہ جماعت ترقی کی راہ پر گامزن ہو گی۔ جس کے نشانات اب ملنا شروع ہو گئے ہیں۔ اس پر جلسہ کی کارروائی بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی اور حضور کی درازیٔ عمر کے لئے دعا کی گئی۔ جلسہ میں جملہ احباب جماعت لکھنؤ حاضر تھے۔

سیکرٹری مال جماعت احمدیہ لکھنؤ

## لجنہ اماء اللہ جمشید پور حلقہ عـا

جلسہ مصلح موعود ۲۰ رفروری کو زیر صدارت رضیہ رعنا صاحبہ کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد پیشگوئی مصلح موعود۔ شان مصلح موعود۔ پسر موعود اور مصلح موعود کی صفت تین کو چار کرنے والا کے موضوع پر مضامین پڑھے گئے۔ سات بجے شام سے ۹ بجے رات تک جلسہ کیا گیا۔ جماعت کی سب عورتیں اور بچیاں شامل ہوئیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

(شاکرہ خاتون صدر لجنہ اماء اللہ جمشید پور عـا)

## لجنہ اماء اللہ بنگلور

مورخہ ۱۲ رفروری لجنہ اماء اللہ بنگلور کا جلسہ چار بجے محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ کے مکان پر منعقد کیا گیا۔ جلسہ کی صدارت خاکسارہ نے کی۔ لجنہ کی تمام ممبرات حاضر تھیں۔ دو غیر احمدی مستورات بھی شریک جلسہ ہوئیں۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد محترمہ سلیمہ خاتون صاحبہ۔ رضیہ بیگم صاحبہ اور خاکسارہ نے پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ ناصرات الاحمدیہ کی بچیوں نے درثمین میں سے نظمیں پڑھیں۔ آخر میں حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کاملہ اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کی گئی دعا ہے کہ خدا تعالیٰ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے زیر سایہ ہمیں زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسارہ

(اعزہ بیگم سیکرٹری لجنہ اماء اللہ بنگلور)

## لجنہ اماء اللہ سونگڑہ حلقہ عـا

مورخہ ۲۰ رفروری ۱۱ بجے زیر صدارت محترمہ سیدہ مسرت النساء صاحبہ جلسہ مصلح موعود منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں پر محترمہ سارہ خاتون محترمہ حافظہ خاتون صاحبہ۔ محترمہ نور النساء صاحبہ۔ عائشہ بیگم صاحبہ نے روشنی ڈالی۔ آخر میں محترمہ صدر صاحبہ نے حضرت مصلح موعود کی شان میں تقریر فرمائی۔ اور حضور کی صحت یابی اور درازیٔ عمر کے لئے بھی دعا کی گئی۔ تمام دوسرے محلوں کی مستورات بھی آئی ہوئی تھیں۔ جس کی وجہ سے جلسہ خوب بارونق ہوا۔ دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(خاکسارہ سیدہ سیادکہ خاتون جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ سونگڑہ عـا)

## جماعت احمدیہ کرڈاپلی

جماعت احمدیہ کرڈاپلی ننگر پاکی شاندار مسجد میں مورخہ ۲۰ رفروری ۱۹۶۱ء زیر صدارت مکرم شیخ قمر علی صاحب بہرا بعد نماز مغرب جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد سب سے پہلے خاکسار سیکرٹری تعلیم و مال و قائد خدام الاحمدیہ نے ایک مبسوط تقریر کی جس میں خاکسار نے دوران تقریر پیشگوئی کے اصل الفاظ بھی اخبار بدر سے پڑھ کر سنائے۔ اور سیدنا حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے شاندار اور تاریخی کارنامے بیان کئے۔ اس کے بعد مکرم و محترم مولوی سید صمصام الدین احمد صاحب کارکن تعلیم و تربیت نے پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر بیان فرماتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خلافت کے اوائل زمانہ کے اپنے ۴۵ سالہ چشم دید دلچسپ ایمان افروز حالات بھی سنائے۔ اس کے بعد آپ نے دعا کروائی اور جلسہ برخاست ہوا۔

خاکسار

محمد صدیق احمدی سیکرٹری جماعت احمدیہ کرڈاپلی اڑیسہ۔

## لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور

۲۰ رفروری کو جلسہ نہ ہو سکا جس کی وجہ سے یہاں ۲۶ رفروری کو جلسہ مصلح موعود منایا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور عہد نامہ لجنہ اماء اللہ کے بعد محبوبی خاتون صاحبہ نے نظم پڑھی۔ اس کے بعد اعجاز فاطمہ صاحبہ نے اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم الشان نشان پیشگوئی مصلح موعود پر مضمون پڑھا۔ حفیظہ خاتون صاحبہ نے حضرت مصلح موعود کا اعلان "خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں ہی مصلح موعود ہوں" پڑھ کر سنایا۔ امۃ الباری صاحبہ نے ایک زبردست آسمانی نشان پر مضمون پڑھا۔ طرفہ خاتون صاحبہ نے پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق جماعت کی اہم ذمہ داریاں بیان کیں۔ آخر میں آفرید خاتون نے پیشگوئی کے الفاظ سنائے اور خاکسار نے اس عظیم الشان نشان کی وضاحت کی۔ دوران جلسہ میں بچیوں نے نظمیں پڑھیں۔ دعا کے بعد یہ مبارک تقریب ختم ہوئی۔ چند غیر احمدی مستورات بھی جلسہ میں شامل ہوئیں۔

خاکسارہ محبوبی خاتون سیکرٹری لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور۔

## ولادتیں

قادیان ۱۲ رمارچ ۱۹۶۱ء مکرم فضل الٰہی خاں صاحب اور ولی محمد صاحب گجراتی درویش کے ہاں لڑکے تولد ہوئے۔ اس سے قبل مورخہ ۸ رمارچ ۱۹۶۱ء کو مکرم قاضی عبد الحمید صاحب کاتب اخبار بدر کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ جملہ نومولودین کو لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین بنائے اور والدین کے لئے قرۃ العین ہوں۔ آمین۔

## دعائے مغفرت

مونگھیر ۷ رمارچ۔ افسوس یہاں کے ایک مخلص احمدی مکرم مولوی واجد حسین صاحب ایک سال فالج کے عارضہ سے بیمار رہنے کے بعد کل یہاں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف کی کوئی نرینہ اولاد نہیں دو لڑکیاں دو درویشوں مکرم نذیر احمد صاحب پشاوری اور مکرم بہادر خاں صاحب سے بیاہی ہوئی ہیں۔ تیسری ابھی چھوٹی عمر کی ہے۔ احباب مرحوم کی مغفرت اور تینوں بچیوں اور بیوہ کو صبر جمیل کی توفیق پانے کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار بشیر احمد بی اے از مونگھیر

---

(بقیہ صفحہ ۴)

جائیں سمجھے جائیں گے۔ ان کے قلوب پر مہر لگ جائے تو گویا وہ مر جاتے ہیں۔ تو مرنے والوں کے بعد بھی عید ہو سکتی ہے۔ اگر ہم عید چاہتے ہیں۔ تو ذہب میں ہدایت پھیلائیں۔ خدا سے جو دور ہیں۔ ان کو قریب کریں۔ سچے راستہ پر لائیں۔ ورنہ ہمارے لئے عید نہیں۔ سچی عید خدا کے قرب میں ہے۔ اور خدا کا قرب خدا کے بندوں کو اس کے قریب کرنے سے ملتا ہے۔ اس مقصد میں کامیابی کے بعد جو سورج چڑھتا ہے۔ وہ غروب نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ ہمارے مقاصد پورے کرے۔ ہم حقیقی عید کو دیکھیں جس کے لئے یہ عیدیں بطور نشان مقرر ہوئی ہیں۔

(الفضل ۲۸ رمئی ۱۹۲۳ء)

# مایوسی کی لہر ــ اور ــ اُمید کا پیغام

آئے بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا ❊ اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے ❊ اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس

## تصویر کا ایک رُخ

**اسلام کی عالمگیر تعلیمات** اسلام ایک عالمگیر اور زندہ مذہب ہے۔ جس کی پُرحکمت تعلیمات زندگی کے ہر شعبہ میں اور زمانہ کے ہر دور میں مشعلِ راہ کا کام دیتی ہیں۔ اور ان تعلیمات میں ایسی لچک اور سہولت ہے۔ کہ وہ ہر قوم اور ملک کے لوگوں کے مزاج کے موافق ہے۔ اور "دینِ فطرت" ہونے کی وجہ سے ہر شخص اُن تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکتا ہے۔ اسی اسلام کی شمع کو لے کر ہمارے آباء و اجداد مکہ سے نکلے اور نصف صدی میں دنیا کے ایک بڑے حصہ کو الٰہی نور سے منوّر کر دیا۔ اور اُن علاقوں میں ایک زبردست روحانی اخلاقی تمدنی اور معاشرتی انقلاب برپا کر دیا۔ شرک و کفر کے بادل چھٹ گئے۔ اور توحید کا نور جگمگانے لگا۔ غربت و افلاس مٹے اور خوشحالی و فارغ البالی کا دور دورہ ہوا۔ کالے گورے کا فرق مٹا اور مساوات قائم ہوئی۔ انسانیت جو استعماریت کی طاغوتی طاقتوں کے نیچے دب گئی تھی پھر اُبھری اور زندگی کا سانس لینے لگی اور فضا آسمانی نعرہ ہائے اللہ اکبر، اسلام زندہ باد اور "انسانیت زندہ باد" سے گونج اُٹھی۔

**مسلمانوں کا عروج و زوال** اسلام کے اندر ایک ایسی غیر معمولی انقلابی طاقت تھی۔ جس نے لوگوں کے ذہنوں کو بدلا۔ قلوب کو بدلا۔ افکار و عقائد کو بدلا۔ تہذیب و تمدن کو بدلا۔ روحانیت سے دور لوگوں کو آستانہ الٰہی پر لا جھکایا اور غیر متمدن اور جاہل لوگوں کو متمدن اور عالم و عارف باللہ بنا دیا۔ اور زیردستوں کو دنیا کا بادشاہ و حکمران بنا دیا۔ قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں لرزہ آگیا۔ اور ان طاغوتی طاقتوں نے بھی اسلام کے سامنے سرِ اطاعت خم کر دیا۔ اس بارہ میں اسلامیات کے مفکر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رقمطراز ہیں:۔

"ظلم و بداعمالی کی تمام طاقتوں نے روم اور ایران کی شہنشاہتوں کے دامن میں پناہ لے رکھی تھی اس لئے اسلام کا سب سے پہلا مقابلہ انہی سے تھا۔ تاکہ ان آتشیانوں کو ہی تباہ کر دیا جائے جن کے سائے میں فتنہ و فساد کے جراثیم پل رہے تھے"

الغرض اسلام نے دنیا میں ایک زبردست انقلاب برپا کیا۔ دنیا کے نظام معاشرت اور نظام سیاست کو بدل دیا۔ اور ایک نیا آسمان اور ایک نئی زمین قائم کر دی۔ اور مسلمان یقین و ایمان سے معمور ہو کر رفتہ رفتہ بامِ عروج پر پہونچ گئے۔ مگر آہ زمانہ نے پھر پلٹا کھایا۔ مسلمان تنزل و ادبار کے گڑھے میں گرنے شروع ہوئے تعلق باللہ ٹوٹا۔ روحانیت مفقود ہوئی۔ علم و اقتدار گیا۔ حکومتیں گئیں۔ جو رہ گئیں وہ بھی غیروں کے سہارے۔ تجارتی اقتصادی۔ معاشرتی اور سیاسی اعتبار سے غیروں کے مقابل پر انتہائی کمزور۔ مسلمانوں میں تبلیغی جذبہ ختم ہوا۔ تو مایوسی اور ناامیدی نے اُن کو گھیر لیا۔ اور آج نئے مغربی فلسفہ کے دلدادوں کے اندر یہ احساس کمتری پیدا ہو گیا ہے۔ کہ وہ مذہب اسلام کے پیرو ہونے کی وجہ سے ہی دوسری اقوام سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ بلکہ اُن کے ساتھ ساتھ چلنے کے بھی قابل نہیں۔ اس احساس کمتری کی وجہ سے وہ ایک خیالاتی اور فکری "ارتداد" کا شکار ہو رہے ہیں۔ جس کا اقرار مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب اور انیس احمد صاحب کراچی، ڈاکٹر محمد رفیع الدین صاحب اور مولانا امین احسن اصلاحی کو بھی ہے۔ چنانچہ

**"ارتداد جدید" نیا طوفان اور اُس کا مقابلہ**

۱۔ انیس احمد صاحب کراچی "ارتداد جدید اور اُس کا علاج" کے زیرِ عنوان رقمطراز ہیں:۔

"جناب مولانا ابوالحسن کا مضمون "نیا طوفان اور اُس کا مقابلہ" میری نظر سے گذرا۔ یہ مضمون جو اُن کے بعض عربی مضامین کا ترجمہ ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس مضمون نے ہند و پاکستان بلکہ عربی ممالک کے مسلمانوں کو بھی اس خطرہ سے آگاہ کیا ہے جو اس وقت مغربی فکر و فلسفہ کے پیدا کئے ہوئے فتنۂ ارتداد کی وجہ سے اسلام کو درپیش ہے۔ اس نے مسلمانوں کے اندر ایک عام بیداری اور اُس فتنہ کے خلاف اسلام کی حفاظت کی تدبیر کی عمومی فکر پیدا کر دی ہے لیکن مولانا کے مضمون سے مسلمانوں کو پتہ نہیں چلتا کہ اب اُن کو اس فتنہ کی روک تھام کے لئے کیا کرنا چاہئیے۔ اس مضمون کے بالواسطہ یا بلاواسطہ ردّعمل کے طور پر جو مضامین اب تک اخباروں اور رسالوں میں چھپے ہیں۔ اُن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مسلمان سخت پریشانی کے عالم میں اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ لیکن اُن کو سوجھتا نہیں کہ کدھر جائیں اور کیا کریں۔ گویا تعمیری اثرات کے لحاظ سے یہ مضمون بالکل بے نتیجہ ہو کر رہ گیا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ اس مضمون نے مسلمانوں کے اندر مایوسی کا ایک نیا احساس پیدا کر دیا ہے جو اُن کے قدموں کے لئے ایک اور زنجیر بن گیا ہے۔ بالخصوص اس لئے کہ مولانا نے اس بات پر زور دیا ہے۔ کہ "ردۃٌ ولا ابی بکر لھا" یعنی ایک فتنہ ارتداد تو موجود ہے۔ لیکن اس کی روک تھام کے لئے کوئی ابوبکر نہیں۔ اس فقرہ کا مطلب بجا طور پر یہی سمجھا گیا ہے کہ جن فلسفیانہ افکار نے یہ ارتداد پیدا کیا ہے۔ اُس کا کوئی مسکت علمی اور عقلی جواب موجود نہیں کیونکہ جس قسم کا ارتداد کسی زمانہ میں پیدا ہو۔ اُس کے لئے ابوبکر بھی ویسا ہی ہونا چاہیئے یہی وجہ ہے کہ اس ارتداد کی روک تھام کے لئے علمی تحقیقی ادارے بنانے کی تجاویز کی گئی ہیں"

(صدق جدید لکھنؤ ۲۴ر فروری ۱۹۶۴ء)

۲۔ مولانا امین احسن اصلاحی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"اس وقت جدید فکر و فلسفہ کی بدولت اسلام کے خلاف خود مسلمانوں ہی کے ایک طبقہ کے اندر جو ذہنی اور عملی بغاوت پھیل رہی ہے۔ اس کو روکنے کی ہر ممکن سعی کرنا چاہیئے۔ اُس کے روکنے کے لئے جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔ کوئی ہنگامی اور وقتی تدبیر کافی نہیں بلکہ اس کے لئے ایک سے زیادہ ایسے علمی اور تحقیقی اداروں کی ضرورت ہے۔ جو اسلام کی خدمت کے لئے ذہین اور صالح الفطرت نوجوانوں کی تربیت کریں۔ اور جو اُن تمام مسائل پر بلند پایہ علمی اور تحقیقی لٹریچر بھی تیار کریں۔ جو مغربی فکر و فلسفہ کی فتنہ انگیزیوں سے اسلام کے خلاف اُٹھ رہے ہوئے ہیں۔ اور جن سے ہمارا پورا جدید تعلیم یافتہ طبقہ اس وقت بُری طرح متاثر ہو رہا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے جس کا ہمیں اب اعتراف کر لینا چاہیئے۔ کہ ہمارے موجودہ مذہبی طبقہ کے اندر اس فتنہ کے مقابلہ کی کوئی صلاحیت نہیں ہے۔ اس کام کے لئے ایسے روحانی جھتّے تیار کرنے کی ضرورت ہے جو اسلام کی حمایت و مدافعت کے لئے جدید اسلحہ سے مسلح ہوں۔ اگر اس قسم کے اشخاص پیدا کرنے کا جلدی سے کوئی انتظام نہ ہوا تو ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس ملک میں اسلام کا کوئی مستقبل نہیں ہے" (میثاق لاہور دسمبر ۱۹۶۳ء بحوالہ صدقِ جدید ۲۴ر فروری ۱۹۶۴ء)

۳۔ انیس احمد صاحب کراچی اپنے مذکورہ بالا مضمون میں ڈاکٹر رفیع الدین صاحب اور اُن کی کتاب "قرآن اور علم جدید" کا یوں تذکرہ کرتے ہیں:۔

"مولانا ندوی نے اپنے رسالہ "نیا طوفان اور اُس کا مقابلہ" کے دیباچہ میں فرمایا ہے کہ جدید فتنۂ ارتداد کی طرف اُن کی توجہ ڈاکٹر محمد رفیع الدین صاحب کی فاضلانہ کتاب "قرآن اور علم جدید" کے ابتدائی صفحات پڑھ کر ہوئی۔ میں اس کتاب سے خوب واقف ہوں۔ مولانا کا ارشاد درست ہے۔ کیونکہ اُن کا مضمون دراصل اس کتاب کے پہلے باب بعنوان "خطرناک فتنۂ ارتداد" کی توسیع و توضیح ہے"

(صدق جدید ۲۴ر فروری ۱۹۶۴ء)

اس عبارت سے ظاہر ہے۔ کہ ڈاکٹر محمد رفیع الدین صاحب کو بھی جدید تعلیم یافتہ اور مغربی فلسفہ سے متاثر نوجوانوں کے فکری ارتداد کا شدید احساس و اعتراف ہے۔ اور وہ بھی فلسفیانہ انداز میں اس ارتداد کے علاج بیان کرتے ہیں۔

## مایوسی کی لہر

انہیں احمد صاحب کی رائے میں "مولانا رفیع الدین" کے مضمون سے مسلمانوں کو پتہ نہیں چلتا کہ اب ان کو اس فتنہ کی روک تھام کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔ اور تعمیری اثرات کے لحاظ سے یہ مضمون بالکل بے نتیجہ ہو کر رہ گیا ہے" مولانا امین احسن کا اصلاحی نے علمی اور تحقیقی اداروں کے قیام کی تجویز پیش کی ہے۔ کیونکہ موجودہ مذہبی طبقہ کے اندر اس فتنہ کے مقابلہ کی کوئی صلاحیت نہیں ہے۔ اور ڈاکٹر محمد رفیع الدین صاحب کی رائے میں ان فلسفیانہ افکار کی تردید کے لئے جدید طور پر فلسفیانہ لٹریچر مرتب کیا جائے۔

مگر جائے تعجب ہے کہ اس خطرناک ذہنی اور فکری ارتداد کے مرض کی تشخیص تو علماء و مفکرین کر رہے ہیں۔ لیکن اس مرض کے ازالہ کے لئے کوئی ٹھوس علاج اور طریق کار کوئی بھی بیان نہیں کرتا۔ کیا جامعہ ازہر (مصر) مدرسہ دیوبند (یوپی) ندوۃ العلماء، جمعیتہ العلماء، ہند و پاکستان۔ ادارہ جماعت اسلامی اور جماعت تبلیغی (دہلی) وغیرہ وغیرہ ادارے اور دیگر انجمنیں موجود نہیں۔ اور ان کی طرف سے اسلام کی مختلف تعلیمات پر مشتمل لٹریچر شائع نہیں ہو رہا۔ اخبارات و رسائل نہیں نکل رہے۔ مگر اس کے باوجود فتنۂ ارتداد بڑھتا ہی جاتا ہے۔ اب مسلمانوں نے غیر مسلموں کو تبلیغ تو کیا کرنی ہے۔ خود ان کے ہی نونہال ذہنی اور عملی طور پر تعلیمات اسلامی سے برگشتہ ہو رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ محض کتب و لٹریچر کی اشاعت اور منکرین و علماء کا وجود اور اداروں کا قیام و تربیت و اصلاح کے لئے کافی نہیں۔ ان میں تو خود مایوسی کی لہر دوڑ چکی ہے۔ اور اب ایسے خطرناک ارتداد کی روک تھام کے لئے کسی ایسے ابوبکر کی ضرورت ہے جس کو خدا تعالیٰ خود کھڑا کرے اور وہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت سے اپنے کام کا آغاز کرے۔ کہ ایسے فتنوں کا علاج انسانوں کے بس کی بات نہیں۔ جب علماء خود حیران و پریشان ہیں۔ تو عوام کی حالت کا کیا کہنا!!

## حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

یہاں اس مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ کس طرح آج سے چودہ سو سال قبل آنحضرت صلعم نے اس فتنہ "ارتداد" کا نقشہ کھینچ دیا تھا۔ اور اس زمانہ میں وہ سب ارشادات نبوی ایک ایک کر کے پورے ہوئے ہیں۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں:۔

"یاتی علی الناس زمان
لا یبقی من الاسلام
الا اسمہٗ ولا یبقی من
القرآن الا رسمہٗ مساجدھم
عامرۃ وھی خراب من
الھدیٰ علماءھم شر من
تحت ادیم السماء"
(مشکوٰۃ کتاب العلم)

یعنی ایک زمانہ آنے والا ہے جب لوگ رسمًا اور نام کے مسلمان رہ جائیں گے۔ ان کے ظاہر تو مسلمانوں والے ہوں گے مگر باطن کافروں والے۔ اور قرآن مجید کے صرف لفظ باقی رہ جائیں گے۔ اُن کی زبانیں اسلام کا اقرار کریں گی مگر اندرونے اسلام اور قرآن کو دھکے دے رہے ہونگے۔ مساجد تو آباد ہوں گی مگر ہدایت سے خالی ہوں گی۔ اور علماء زمانہ بدترین مخلوق ہونگے وہ خود فتنہ پرور اور خود اسلام کے منحرف ہوں گے۔

آنحضرت صلعم نے اس ارتداد کے ساتھ ہی ایک بشارت بھی دی۔ جس میں اس عظیم فتنہ کا روحانی علاج بصورت ظہور مامور ربانی بیان کیا گیا ہے۔ اور جس نے مایوسی کو امید میں بدل دیا۔ فرمایا:۔

لو کان الایمان بالثریا
لنالہٗ رجالٌ من ھٰؤلاء
(بخاری)

لو کان الدین عند الثریا
لتناولہٗ رجالٌ من الفرس (ترمذی)

کہ اگر دین و ایمان ثریا پر بھی چلے جائیں گے۔ تب بھی اللہ تعالیٰ کسی فارسی الاصل انسان کو کھڑا کرے گا۔ جو اسلام کی عظمت کو از سر نو قائم کرے گا۔ اور ایمان اور قرآن کو دوبارہ واپس لا کر تجدید دین کی بنیاد رکھے گا۔ گویا اس پر آشوب زمانہ میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور ترقی کا انتظام کسی انجمن اور ادارہ کے ہاتھ میں نہ ہوگا۔ بلکہ خود خدا تعالیٰ ایک مامور کو مبعوث فرمائے گا۔

# تصویر کا دوسرا رخ

## مصلح ربانی کا ظہور اور امید کا پیغام

ایسے خطرناک وقت میں جب اسلام اندرونی اور بیرونی فتنوں کا شکار ہو رہا تھا۔ ہزاروں مسلمان ارتداد اختیار کر کے عیسائیت یا دیگر مذاہب میں شامل ہو چکے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق عین وقت پر اللہ تعالیٰ نے فارسی الاصل انسان یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے اپنی بعثت کی غرض و مقصد مندرجہ ذیل الفاظ میں اعلان فرمایا۔

۱۔ "مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے۔ کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حکم ہوں۔" (اربعین)

۲۔ خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا۔ کہ میں اس نور کو جو اسلام میں ملتا ہے ان لوگوں کو جو حقیقت کے جویاں ہوں دکھاؤں ۔۔۔ مجھے اس غرض کے لئے بھیجا ہے کہ ان تائیدی نشانوں سے جو اسلام کا خاصہ ہے۔ اس زمانہ میں اسلام کی صداقت دنیا پر ظاہر کردوں"۔ (الحکم ۹ر اگست ۱۹۰۰ء)

۳۔ الہامات الٰہی میں آپ کی بعثت کی غرض ایسی بیان کی گئی ہے۔

(ا) یحیی الدین ویقیم الشریعۃ (تذکرہ)

(ب) چوں دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند
(تذکرہ)

کہ آپ دینِ اسلام کو پھر زندہ کریں گے اور شریعت اسلامیہ کو پھر دنیا میں جاری و ساری کریں گے۔ اب اس دور خسروی کا آغاز ہو گیا ہے۔ اور آپ نام نہاد مسلمانوں کو از سر نو حقیقی مسلمان بنائیں گے۔

## دنیا کو ایک زبردست چیلنج

حضرت مرزا صاحب جری اللہ فی حلل الانبیاء نے مبعوث ہونے کے بعد تمام دنیا کو اسلام کی زندگی و برتری کے بارہ میں مندرجہ ذیل الفاظ میں ایک زبردست چیلنج دیا۔

"میں تمام لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اب آسمان کے نیچے اعلیٰ اور اکمل طور پر زندہ رسول صرف ایک ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس ثبوت کے لئے خدا نے مجھے مسیح کر کے بھیجا ہے۔ جس کو شک ہو۔ وہ آرام اور آہستگی سے مجھ سے یہ اعلیٰ زندگی ثابت کر لے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو کچھ عذر بھی تھا۔ مگر اب کسی کے لئے عذر کی جگہ نہیں۔ کیونکہ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ کر کے کہتا ہوں یہ باتیں سچ ہیں۔" (لیکچر زندہ رسول)

یہ محض ایک چیلنج نہ تھا اس کے پیچھے زندہ یقین اور تائید و نصرت

ہی اور نشانات معجزات تھے مگر کسی کو مقابل پر آنیکی جرأت نہ ہوئی۔ مد آں کس کیلئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

## نوید جانفزا

نام نہاد مسلمان جو ایک طرف مخالفین اسلام کے حملوں سے حیران و پریشان تھے اور دوسری طرف اندرونی اختلافات اور ذہنی اور عملی ارتداد کے فتنوں کی وجہ سے اسلام کے مستقبل سے مایوس ہو رہے تھے۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے اُن کو ان الفاظ میں ڈھارس بندھایا ہے

اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

اپنے روحانی تجربات اور خدائی تائید و نصرت کی بنا پر اُن کی ہمت یوں بندھائی ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

## فلسفہ و سائنس اور اسلام کی فتح

وہ جدید تعلیم یافتہ نوجوان جو مغربی فلسفہ سے متاثر ہو کر اسلام سے ہی برگشتہ ہو رہے تھے۔ اور اُن کے "ذہنی و فکری ارتداد" کو دیکھ کر علماء کرام بھی اُن کی حالت سے مایوس ہو رہے تھے۔ حضور علیہ السلام نے ان سب کو مندرجہ ذیل الفاظ میں تسلی دی۔ اور اسلام کی فتح کی پیشگوئی بیان فرمائی کہ

"اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے۔ اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کر کے بیدل نہیں ہونا چاہیئے کہ اب کیا کریں۔ یقینًا سمجھو کہ اس لڑائی سے اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں۔ بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے۔ جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا۔ اور اسلام فتح پائے گا حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور سے حملے کریں کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ کر آویں۔ مگر انجام کار اُن کی

برپا ہو رہا ہے۔ میں شکار نعمت سے اوپر پر لکھتا ہوں۔ کہ اسلام کی مخالف طاقتوں کا جو کہ علم دیا گیا ہے۔ جس علم کی رو سے میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کی جہالتیں ثابت کر دے گا۔ اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے۔ جو فلسفہ اور طبعیات کی طرف سے ہو رہی ہیں۔ اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۵۶)

## مدافعت اسلام اور اشاعت دین

تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے دعویٰ مہدویت و مسیحیت کے بعد اپنوں اور غیروں کی طرف سے شدید مخالفت شروع ہوئی۔ مگر حضور نے ہر طرف حملوں کا مقابلہ کیا اور ایسا زبردست مقابلہ کیا کہ مخالفین کے کیمپ میں کھلبلی پیدا ہو گئی۔ وہ دلائل و براہین اور نشانات و معجزات کے میدان میں عاجز آ گئے۔ حضور علیہ السلام نے اسلام کی تائید میں شاندار اور لاجواب کتب تصنیف فرمائیں۔ اور ثابت کر دیا کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ اسلام کا رسول صلعم ایک زندہ رسول ہے۔ اسلام کا پیش کردہ خدا ایک زندہ خدا ہے۔ اور اس زندہ خدا کی تائید و نصرت کے نتیجہ میں ہر مذہب و ملت اور ہر حلقہ و سوسائٹی کے لوگ آپ کی بیعت کرنے کی سعادت حاصل کرنے لگے۔ مختلف مذہبی علماء اور دینی اداروں کی مخالفت کے باوجود آپ نے ایک ایسی پاکیزہ جماعت کی مقدس بنیاد قائم کر دی۔ جس کے ارکان دینی خدمت اور اشاعت اسلام کے جذبہ سے سرشار نظر آتے ہیں۔ اور آج اکناف عالم میں تبلیغ اسلام کا سہرا انہیں خدام مسیح موعود کے سر پر ہے۔ جس کا اعتراف مخالفین و موافقین کو بھی ہے۔ اور خوبی یہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں جو بھی شامل ہوا۔ خواہ وہ سیاست دان تھا یا فلسفی۔ عالم دین تھا یا سائنس دان۔ وکیل تھا یا گریجوایٹ وہ اسلام سے برگشتہ نہیں ہوا۔ بلکہ وہ مذہب و روحانیت میں ترقی کرنے لگا۔ اور نہ صرف اس نے اپنے دین و ایمان کو پختہ کیا بلکہ وہ دوسروں میں بھی تبلیغ اسلام کرنے لگا۔ نہ صرف اس کی عملی زندگی میں ایک پاکیزہ تبدیلی پیدا ہوئی۔ بلکہ وہ ایک عالم میں روحانی انقلاب برپا کرنے کا باعث بن گیا۔ جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں نے دین کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کیں اور ہر قسم کی مالی و جانی قربانی پیش کی۔ جو کام علماء اور دینی ادارے قائم کرنے سے عاجز تھے۔ وہ کام ایک ایسے مامور ربانی نے پیدا کر کے دکھا دیا۔ چنانچہ حال ہی میں ہندوستان کے ایک نامور ادیب اور عالم علامہ نیاز فتحپوری ایڈیٹر رسالہ نگار لکھنؤ نے واضح الفاظ میں اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ

## اعتراف حقیقت

"اگر میں بانی احمدیت کی تعریف کرتا ہوں تو اسی لئے کہ وہ مسلمانوں کو صحیح راستہ پر کھینچ لائے اور احساس اجتماعی کا وہ زبردست ولولہ اپنی جماعت میں پیدا کر گئے۔ جس کی نظیر مسلمانوں کی کسی دوسری جماعت میں نہیں ملتی"۔ (نگار دسمبر ۱۹۶۰ء)

"میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مرزا صاحب جھوٹے انسان نہیں تھے۔ وہ واقعی اپنے آپ کو مہدی موعود سمجھتے تھے۔ اور یقیناً انہوں نے یہ دعویٰ ایسے زمانہ میں کیا۔ جب قوم کی اصلاح و تنظیم کے لئے ایک ہادی و مرشد کی ضرورت تھی۔ علاوہ اس کے دوسرا معیار جس سے ہم کسی کی صداقت کو جان سکتے ہیں۔ وہ نتیجہ عمل ہے۔ سو اس بارہ میں جماعت احمدیہ کی کامیابیاں اس درجہ واضح و روشن ہیں۔ کہ اس سے ان کے مخالفین بھی انکار کی جرأت نہیں کر سکتے۔ اس وقت دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں۔ جہاں ان کی تبلیغی جماعتیں اپنے کام میں مصروف نہ ہوں۔ اور انہوں نے خاص عزت و وقار حاصل نہ کر لیا ہو۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ کامیابیاں بغیر انتہائی خلوص و صداقت کے آسانی سے حاصل ہو سکتی تھیں۔ کیا یہ جذبہ خلوص و صداقت کسی جماعت میں پیدا ہو سکتا تھا۔ اگر اسے اپنے ہادی و مرشد کی صداقت پر یقین نہ ہو۔ اور کیا وہ ہادی و مرشد اتنی مخلص جماعت پیدا کر سکتا تھا۔ اگر وہ خود اپنی جگہ صادق و مخلص نہ ہوتا"۔ (نگار اگست ۱۹۵۹ء)

## اسلام کا شاندار مستقبل

علامہ نیاز فتحپوری ہی نہیں بلکہ سینکڑوں حقیقت پسند اور غیر جانبدار علماء و مفکرین نے جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں اور خدمات اسلامیہ کو سراہا ہے۔ کیونکہ یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ آج دنیا کے قریباً ہر متمدن ملک میں جماعت احمدیہ کا تبلیغی مشن قائم ہے۔ ایسے جدید تعلیم یافتہ احمدی نوجوان ان مشنوں میں کام کرتے ہیں جنہوں نے تبلیغ اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دی ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ان کے ذریعہ سینکڑوں مساجد کفر کی سرزمینوں میں بنی ہیں۔ بے شمار اسلامی لٹریچر شائع ہوا ہے۔ قرآن مجید کا سترہ زبانوں میں ترجمہ شائع یا تیار ہو چکا ہے۔ اور ہزاروں غیر مسلموں نے ان کے ذریعہ اسلام کو قبول کیا ہے۔ یہ احمدی نوجوان پیغام اسلام کو لے کر اگر یورپ و مغرب میں گئے۔ تو افریقہ کے تپتے ہوئے ریگستانوں اور تاریک علاقوں میں بھی پہنچے۔ اور پیاسی روحوں کو یہ اسلامی آب حیات پلایا۔ اور آج وہ کالے اور گورے اپنے اسلام پر فخر و ناز کر رہے ہیں۔ مامور ربانی مرزا صاحب نے جس مقدس مشن کا آغاز کیا۔ اس کا مستقبل نہایت شاندار اور روشن ہے۔ چنانچہ آپ آج سے قریباً ۶۰ سال قبل یہ بشارت دیتے ہیں اور ہر آنے والا دن اس کی تصدیق کرتا ہے۔ فرمایا:۔

"اے تمام لوگو! سن رکھو۔ یہ اس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلائے گا۔ اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ نزدیک ہیں۔ کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب (اسلام) ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک جو اس کو معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔۔۔۔۔۔ دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا (یعنی اسلام ناقل) اور ایک ہی پیشوا (یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلعم۔ ناقل) میں تو ایک تخمریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور وہ بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"۔ (تذکرۃ الشہادتین ص ۶۵، ۶۴)

## حرف آخر

تصویر کے دونوں رخ قارئین کرام کے سامنے ہیں۔ ایک طرف ناامیدی اور مایوسی اور محض تخیلات ہیں۔ تو دوسری طرف امید۔ عزم اور عملی کردار ہے۔ احمدیت کے مخالف علماء "لَا رِدَّةَ وَلَا اَبَا بَكْرٍ لَهَا" کہہ کر مسلمانوں کے ذہنی۔ فکری اور عملی ارتداد کا اقرار کرتے ہیں۔ مگر اس فتنہ ارتداد کے لئے ان کو کوئی ابوبکرؓ نظر نہیں آتا حالانکہ مختلف علماء۔ جمعیتیں۔ انجمنیں اور ادارے موجود ہیں۔ مگر اس طوفان کا مقابلہ کسی کے بس کا روگ نہیں۔ اس کے مقابل پر خود خدا تعالےٰ نے اس طوفان ارتداد کے مقابلہ کیلئے اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور ترقی و احیاء کے لئے انتظام کیا۔ ابوبکرؓ نہ صرف بھیجا بلکہ اپنا مہدی و مسیح عین وقت پر بھیجا جس کی طرف ان علماء و مفکرین کی آنکھیں اب تک بند ہیں۔ اس کا مقدس مشن اور اس کی سچائی اظہر من الشمس ہے۔ وہ خدا کا مامور اس پُر آشوب زمانے میں رحمت و امید کا پیغام لایا۔ اسلام کے روشن مستقبل کی بشارت و خبر لایا۔ اور جن لوگوں نے اس کو شناخت کرنے کی سعادت حاصل کی وہ ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو گئے۔ اور آج ان کا ہر قدم زندگی و امید۔ عزم و ہمت کے ساتھ ترقی کے منازل طے کر رہا ہے۔ پس ہم اپنے ان بھائیوں کو جو ابھی عالم تخیل اور انسانی منصوبوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ خلوص قلب سے دعوت دیتے ہیں کہ ادھر آیئے۔ یہ امید کا پیغام سنیئے۔ اپنے علم و طاقت اور عمر کو ضائع نہ کیجئے۔ خدا تعالےٰ نے اسلام اور مسلمانوں کی کس مپرسی پر رحم کھا کر خود اپنے ہاتھوں سے اسلام کی حفاظت و ترقی کا انتظام کر دیا ہے۔ خدا تعالےٰ کے مقابل پر انسانی منصوبے ہیچ ہیں۔ اور خدا تعالےٰ اور اس کے مامور کی آواز پر لبیک کہنے میں ہی سعادت و برکت ہے۔ یہ شیریں آواز سنیئے اور مامور ربانی کے دامن میں آیئے۔ کہ اسی میں فلاح و بقا ہے ؎

میں وہ پانی ہوں جو آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار
صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار
تشنہ بیٹھے ہو کنارِ جوئے شیریں حیف ہے
سرزمینِ ہند میں چلتی ہے نہرِ خوشگوار
اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار
اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار
ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

---

**بدر کی اعانت فرمانا ہر مخلص احمدی کا فرض ہے۔ (مینیجر)**

# تہذیب ہند کا ماخذ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

ہندوستان قدیم تہذیبوں کا گہوارہ رہا ہے۔ دراوڑی اور ارین تہذیب تو بہت بعد کی پیداوار ہیں۔ اس سے پہلے ہندوستان میں افریقن اور آسٹریلین تہذیبیں فروغ پا چکی تھیں۔ سوراشٹر کا جعفرآباد اسٹیٹ جشیلوں ہی کا اسٹیٹ تھا۔ جو اور اسٹیٹوں کی طرح خاتمہ زمینداری کے بل کے بعد ختم ہوا۔ لیکن دراوڑی ارین تہذیب کے علاوہ اور کسی تہذیب کے بانی یا رہنما کا کوئی خاص پتہ نہیں لگتا۔ صرف چند آدمی یا کچھ راجوں کے نام آجاتے ہیں۔

## تہذیبوں کا تصادم

یوں عام روایت کے مطابق ارین تہذیب دراوڑی تہذیب کو ہضم کر گئی۔ مگر یہ روایت تہذیبوں کے عام قانونِ ارتقا کے خلاف ہے۔ تہذیبوں کے تصادم کا قاعدہ یہ ہے کہ جب دو تہذیبیں آپس میں ٹکراتی ہیں تو غیر محسوس طور پر ایک تہذیب دوسری سے متاثر ہوتی چلی جاتی ہے۔ ہم آریوں میں بھی دیکھتے ہیں کہ "کثرت شوہری" اور گائے پرستی" کا ان کے ہاں رواج نہیں تھا۔ لیکن دراوڑی تہذیب سے تصادم کے بعد دراوڑیوں کی یہ رسوم آریوں میں بھی آ گئیں۔

## راجہ کرشن چندر جی

اسی طرح اب نئی تحقیق یہ بتلاتی ہے کہ جنگ مہابھارت کے راجہ ہیرو راجہ کرشن چندر جی آریہ نہیں تھے بلکہ دراوڑی تھے۔ مگر ارین فوج کی کمان انہیں کے سپرد کی گئی تھی تہذیبوں کے اسی تصادم اور شکست و ریخت کے نتیجے میں ہر نئی تہذیب پرانی تہذیب سے زیادہ ترقی یافتہ صورت میں سامنے آئی۔ مگر اس کے باوجود بھارت فنِ تاریخ نویسی سے بہت غافل رہا ہے اتنا غافل کہ آج بہت سے اہم امور کی تنقیح و تجزیہ میں سخت دشواری پیش آتی ہے۔ اس غفلت شعاری کا نتیجہ یہ ہے کہ بھارت کی بہت سی عظیم ہستیوں کی تاریخی حیثیت تاریکی کے پردے میں پڑی ہے۔ خصوصاً مذہبی رہنماؤں کے حالات ایسے مشتبہ ہیں کہ دوسری قومیں ابھی تک یہ معمہ حل نہیں کر سکیں۔ اسی لئے بھارت کی تاریخ میں ان روحانی رہنماؤں کو وہ مقام حاصل نہیں ہوا۔ جس کے یہ مستحق تھے۔

ابھی تک ہندوستان کی تاریخ کی تحقیق کا یہ طریقہ ہے کہ بڑے بڑے راجوں مہاراجوں سے یہ کہانی شروع ہوتی ہے اور انہیں پر ختم ہوتی ہے۔ مذہبی رہنماؤں کا ذکر آتا بھی ہے تو ضمناً۔ بخلاف اس کے مسلمانوں کی تاریخ دیکھئے تو اس کی ابتدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے ہوتی ہے۔ چاہیے یہ تھا کہ بھارت کی تاریخ کی ابتدا بھی کسی عظیم روحانی مصلح کے نام سے ہوتی۔ خصوصاً اس وقت جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بھارت کے عہدِ قدیم و عہدِ وسطیٰ کی تمام تہذیبوں کی بنیاد مذہبی روایات و اعمال پر ہے۔ یہاں کے فلسفیوں کا وہ طبقہ جو دہریہ یا ناستک کے نام سے مشہور ہے۔ وہ بھی اپنے خیالات مذہبی رنگ میں پیش کرتا ہے۔

## تہذیب ہند کا مصدر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک

اس وقت جب ہر ملک و قوم کی تاریخ نئے ڈھب سے تیار کی جا رہی ہے ضرورت اس امر کی تھی کہ ہندوستانی تہذیب کے ان معماروں کا پتہ لگایا جاتا جن کے نام سے ابھی تک ہندوستانی تہذیب کا نام روشن ہے۔

ہم جب بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے اقوال و ارشادات پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھارت کی تاریخ پر اسی انداز سے غور کرتے تھے۔ اور یہاں کی تاریخ پر غور کرتے ہوئے خدا کی رہبری و رہنمائی بھی آپ کو اس طرف لے جاتی تھی۔

بھارت میں بہت سے راجے مہاراجے گذرے ہیں۔ مگر آپ نے بھارت کی تہذیب پر غور کرنے کے لئے انہیں چھوڑ کر روحانی مصلحوں اور ان کی تعلیمات کو موضوعِ فکر بنایا۔ آپ نے اس غور و فکر کی ابتدا مہاراجہ کرشن چندر علیہ السلام کی ذات سے کی۔ اور غور کرتے ہوئے بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تک پہونچے۔ اس غور و فکر کے راستے میں آپ کے سامنے اور بہت سی تہذیبیں آئیں۔ لیکن آپ نے اپنی تحقیق کی بنیاد انہیں روحانی مصلحوں کے وجود پر رکھی

## تہذیب ہند کا مصدر

بھارتی تہذیب و ثقافت کی تحقیق میں ایک اہم مقام پر آتا ہے کہ بھارتی تہذیب کا ماخذ و سرچشمہ کیا ہے۔ بعض لوگوں نے یونان کے نامور فلسفی "فیثا غورث" کی تعلیمات کو اس کا منبع قرار دیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ "فیثا غورث" اور سقراط یونان کے دو عظیم فلسفی گذرے ہیں جن کے ذریعہ دنیا میں اخلاق و روحانیت کی روشنی بھی پھیلی ہے۔ لیکن بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے ان حکماء یونان کو ہندوستانی ثقافت کا منبع قرار نہیں دیا۔ یہ تو ممکن ہے کہ یونانی تہذیب نے بھارت سے اور بھارتی تہذیب نے یونان سے خوشہ چینی کی ہو۔ مگر کلیۃً ایک کو دوسرے کا منبع و ماخذ قرار دینا درست نہیں۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھارتی تہذیب و ثقافت کی طرف توجہ کی تو آپ کے سامنے یونانی حکماء کی بجائے وید۔ وید کے دیوتا۔ دیویاں راجہ کرشن چندر جی اور گیتا کی تعلیمات آئیں۔ پھر آپ نے مہاتما گوتم بدھ اور بابا نانک کو بھی اس تہذیب کا ہیرو قرار دیا۔

آپ کی آخری تصنیف جس کا نام "پیغام صلح" ہے۔ اس میں آپ وید اور اس کے دیوتاؤں اور دیویوں کا خاص طور پر ذکر کرتے ہیں۔

اسی طرح آپ اپنی ایک معرکۃ الآراء تقریر یعنی "لیکچر سیالکوٹ" میں راجہ کرشن چندر جی کو بھارتی تہذیب کا معمار قرار دیتے ہیں۔ پھر آپ مہاتما گوتم بدھ کے متعلق اپنی تصنیف "مسیح ہندوستان میں" میں ذکر کرتے ہیں۔ پھر "پیغام صلح" کے نوٹ میں بھی لکھتے ہیں۔ کہ گوتم بدھ کی اخلاقی تعلیم سب سے اعلیٰ تھی۔

## تہذیب ہند کے معمار

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آپ نے ایک مستقل کتاب ہی لکھی جس کا نام ہے "ست بچن"۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے نزدیک بھارتی تہذیب و ثقافت کی معمار و مصلح یہی عظیم ہستیاں تھیں۔ آپ کا "انداز فکر" اور طریق تحقیق" خشک مزاج مورخوں سے بالکل جداگانہ تھا۔ کرشن چندر جی۔ رام چندر جی گوتم بدھ اور بابا نانک جن کے وجود اور عظمت کی گواہی دینے کے لئے ہندوستان میں ہمیشہ کروڑوں انسان زندہ رہے۔ جن کے نام ہر ہندوستانی کے دل پر لکھے ہوئے ہیں۔ اور جن کے مجسموں کو سارا ہندوستان گلے سے لگاتا ہے۔ آپ کو ایسے خشک مزاج مورخ بھی ملیں گے۔ جن کو ان بزرگوں کا وجود ہی مشکوک نظر آئے گا وہ انہیں فرضی نام قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محض زیبِ داستان کے لئے یہ نام گھڑ لئے گئے ہیں۔ ان کا اندازِ فکر یا لب یہ ہے کہ ان کے نزدیک قوم سے تاریخ پیدا نہیں ہوتی بلکہ تاریخ قوم کو پیدا کرتی ہے۔ اس لئے جب انہیں ان مورخوں کی کتب میں ان بزرگ ہستیوں کے نام نہیں ملتے جو محض چند کتابوں کے زیج میں بیٹھ کر نئے نام کی ایک تاریخ مرتب کر لیتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ نام ہی فرضی ہیں اس نام کا کوئی انسان تھا ہی نہیں ہے۔ حالانکہ اگر ذرا انصاف۔ فہم اور تدبر سے کام لیا جائے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ تاریخ دانی اس کا نام ہی نہیں۔ تاریخ دانی تو اس کو کہتے ہیں کہ دیہاتوں اور جنگلوں میں گھس گھس کر قومی روایات رسم و رواج اور قدیم آثار کا پتہ لگایا جائے پھر معلوم شدہ سے نامعلوم کا سراغ لگایا جا سکے۔ علم ریاضی کا یہ قاعدہ کتنا اچھا ہے کہ وہ محسوسات سے غیر محسوسات کا پتہ لگاتا ہے۔ دراصل علم و فہم اسی کا نام ہے۔ مگر عموماً خشک مزاج مورخ اپنے فریضہ کچھ اور سمجھتے ہیں۔ وہ کروڑہا کروڑ انسان کی شہادت کو شہادت نہیں سمجھتے وہ کرم کتابی" بن کر صرف کتب میں چاٹا کرتے ہیں۔

## سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرز تحقیق

ان مورخوں سے قطع نظر کر کے جب ہم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھتے ہیں تو آپ کی شان تحقیق ہی کچھ اور نظر آتی ہے۔ آپ تاریخ کی بنیاد بنی نوع انسان کے مختلف زمروں کے بیانات اور شہادت پر رکھتے ہیں۔ آپ کے نزدیک یہ شہادت و گواہی اتنی معتبر ہے کہ اگر کسی انسان کے متعلق لاکھوں آدمی یہ گواہی دیں کہ وہ ان کے مذہبی و روحانی ہادی و رہنما گذرے ہیں تو صرف یہی نہیں کہ آپ ان کا وجود تسلیم کر لیتے ہیں۔ بلکہ انہیں درحقیقت بزرگ رخدا دوست اور خدا رسیدہ بھی مان لیتے ہیں۔ آپ کی اس طرز تحقیق نے جماعت احمدیہ کو بہت سے ان بزرگوں کے صحیح خط و خال سے آگاہ کر دیا۔ جنہیں ہم محض تاریخ خوانی کی بنیاد پر نہیں پہچان سکتے تھے۔

## معیار صداقت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب راجہ کرشن چندر جی وغیرہ سے اظہار محبت و عقیدت کیا تو آپ پر ظاہر پرست علماء اور خشک مزاج مورخوں نے اعتراضات کئے۔ اس کے جواب میں آپ نے یہی اصل پیش کی۔ پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ آپ کی اس اصل کا ماخذ قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ ہے کہ

فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ
جُفَآءً وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ
النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي
الْاَرْضِ۔

جھاگ تو اڑ جایا کرتا ہے لیکن جو نفع بخش چیز ہوتی ہے وہ

زمین میں ٹھہر جاتی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اگر کرشن جی رام چندر جی وغیرہ کے نام فرضی ہوتے یا ان کی تعلیم غیر نافع ہوتی تو ان کے نام کبھی کے انسان کے دل سے محو ہو گئے ہوتے۔ ان کے ناموں کا زندہ رہنا اور پھر لاکھوں انسانوں کا انہیں عقیدت و احترام کے ساتھ یاد کرنا یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ واقعی یہ عظیم ہستیاں دنیا میں گذری ہیں۔ اور ہندوستانی تہذیب و ثقافت کی تعمیر میں انہوں نے نمایاں حصہ لیا ہے۔

آپ نے ہندو اکابر کے متعلق اپنے جن خیالات کا اظہار کیا۔ وہ ایسا جامع دلنشیں اور بلیغ و حقیقت رس ہے کہ ہم اس کے ذریعہ ایک نئے ہندوستان کی تعمیر میں نمایاں حصہ لے سکتے ہیں۔ فرقہ وارانہ منافرت جو ہندوستان کو گھن کی طرح کھا رہی ہے اس کا مداوا ہو سکتا ہے۔

## بابا نانک اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہندو اور مسلمان صدیوں سے اس سرزمین میں دوش بدوش رہتے ہیں مگر یہ صحیح ہے کہ حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے ظہور سے پہلے ان دونوں عظیم قوموں کو سمجھنے کی منظم کوشش نہیں کی گئی۔ اس میدان میں بابا نانک رحؒ نے پہل کی۔ اور اپنے اسوہ و سیرت سے ہندوؤں اور مسلمانوں کو قریب تر لانے کی کوشش کی۔ جس کے نتیجے میں ایک ایسی قوم پیدا ہو گئی۔ جو کئی عقائد اور معاشرتی امور میں مسلمانوں سے ملتی جلتی ہے۔

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے بعد زمانے نے بہت پیچ و خم کھائے۔ سیاسی حالات میں بہت سے انقلابات آئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں پھر غیریت بڑھنے لگی۔ اب کے اس نفرت انگیز فضا کو دور کرنے کے لئے مسلمانوں کی طرف سے ایک منظم جد و جہد ہوئی۔ اس جد و جہد کے سالار قافلہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہیں۔ آپ کی ان مخلصانہ کوششوں سے اس وقت ہندوستان ہی نہیں بلکہ ساری دنیا میں ایک ایسی قوم پیدا ہو گئی ہے۔ جو ہندو اکابر کا نام انتہائی عزت و احترام سے لیتی ہے۔ ان کے کلچر اور ثقافت کی عزت کرتی ہے۔ اور فرقہ وارانہ منافرت کو دور کرنے میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیتی ہے۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ کی اسی تعلیم کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ نے بار بار اپنے عملی نمونے دکھائے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندو اور مسلمان بھارت کے جسم کی دو آنکھیں ہیں اور جس طرح ہر انسان کو اپنی دونوں آنکھیں عزیز ہوتی ہیں۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کو ہندوستان کی دونوں قومیں عزیز ہیں۔

## قرآنی ارشاد

پھر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہندو اکابر سے جو اظہار عقیدت کیا اس کی بنیاد قرآن مجید کی آیات کریمہ پر رکھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ احمدیوں کا خصوصاً دوسرے مسلمانوں کا عموماً دینی عقیدہ بن گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس حقیقت کا اظہار کسی خارجی تحریک کی بناء پر نہیں کر رہا ہوں۔ بلکہ ایک داخلی تحریک ہے۔ جو بار بار اس صداقت کے اظہار پر مجبور کرتی ہے۔ وہ داخلی تحریک قرآن پاک کی یہ تعلیم ہے کہ

ولقد بعثنا فی کل امۃ

رسولا ان اعبدوا اللہ

واجتنبوا الطاغوت

ہم نے ہر امت میں اپنے رسول بھیجے ہیں کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور برائیوں سے بچیں۔

پھر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور آثار اسلاف۔ اگر آپ کی اس تعلیم کی بنیاد محض جذبۂ صلح و دوستی پر ہوتی تو وقت کی ایک تخلیق سمجھی جا سکتی تھی۔ مگر آپ نے اسے ایک ابدی صداقت کے پیرائے میں بیان کیا۔ اور ایک دائمی سچائی کا اظہار کیا۔ یہ آواز اب ہر مسلمان کے لئے قابل توجہ ہے۔ خواہ وہ ہندوستان کا ہو یا ایران و مصر کا۔

## گئو رکھشا کی تجویز

اس کے علاوہ آپ نے بعض تنازع کا بھی ازالہ کرنا چاہا۔ انہیں میں سب سے بڑا مسئلہ گاؤ کشی و گاؤ خوری کا بھی ہے۔ آپ نے اپنی کتاب "پیغام صلح" میں کیسی اچھی تجویز پیش کی کہ گاؤ کشی ہمارے دین کا کوئی مقصد نہیں۔ اگر اس کے باعث اتحاد و دوستی میں خلل آتا ہے تو گاؤ کشی بند کی جا سکتی ہے۔ مگر ساتھ ہی آپ نے یہ بھی فرمایا کہ "اسلام اور مسلم اکابر" کی توہین و استہزاء بھی ہندو دھرم کا کوئی دھارمک مسئلہ نہیں۔ اس لئے ہندوؤں کو بھی اس روش باز رہنے کا عہد کر لینا چاہیئے۔ یہ تجویز آب زر سے لکھنے کے لائق ہے۔ کاش آپ کی زندگی میں ہی اس معاہدے پر دستخط ہو جاتے تو شاید آج تقسیم ہند کی نوبت ہی نہ آتی۔

## جماعت احمدیہ کی انفرادیت

جہاں تک ہندوستان کی تاریخ کا تعلق ہے شاید اس سے قبل یہاں کوئی ایسا دور نہیں آیا۔ جب ایک فرقہ کے جلیل القدر پیشوا نے بھارتی دینیات۔ بھارتی ثقافت اور بھارتی اکابر کی ایسی تعظیم و تکریم کی ہو۔ اور ایک ایسی تحریک چلائی ہو۔ جو بین الاقوامی معیار پر بھارتی اکابر کے صحیح منصب و مقام سے بھی دنیا کو آگاہ کرتی ہو۔ اور اپنے کو ان کی دینی میراث کا وارث قرار دیتی ہو۔

## کرشن بھگتی اور رام بھگتی

بھارتی مدارس فکر میں دو دبستانوں کے نام بہت روشن ہیں۔ یعنی کرشن بھگت اور رام بھگت۔ کبیر داس کرشن بھگت تھے۔ تلسی داس رام بھگت۔ مسلمان صوفیاء میں سے بھی بہتروں نے راجہ کرشن چندر جی کی عظمت تسلیم کی ہے۔ اور انہیں مامور من اللہ مانا ہے۔ اس اعتبار سے اگر دیکھیں تو جماعت احمدیہ بھی "کرشن بھگت" ہے۔ اس لئے کہ یہ ایک ایسے وجود کی بعثت پر یقین کرتی ہے جس کا یہ دعویٰ تھا کہ

میں کرشن سے محبت کرتا ہوں

اس لئے کہ میں اس کا مظہر ہوں

جماعت احمدیہ گیتا کے ہوتے باب کے ساتویں اور آٹھویں شلوکوں کا مصداق آپ کو ہی قرار دیتی ہے۔ مگر صحیح ہے کہ ہمہ گیر اور وسیع طور پر سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے "کرشن بھگتی" کی تعلیم دی۔ تاریخ کے پچھلے صفحات میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ جوں جوں چار دانگ عالم میں جماعت احمدیہ کا نام روشن ہوتا جاتا ہے۔ راجہ کرشن چندر جی کی شخصیت بھی اُجاگر ہوتی جاتی ہے۔

## تقریر لندن

جماعت احمدیہ کے دوسرے اولوالعزم خلیفہ نے لندن کے اسٹیج پر کھڑے ہو کر اسی طرح راجہ کرشن چندر جی راجہ رام چندر جی اور گوتم بدھ کے نام لئے۔ جس طرح اسلامی سلسلہ میں حضرت موسیٰ۔ حضرت سلیمان اور حضرت عیسیٰ کے نام لئے جاتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے مبشر و منادِ منجملہ اور صداقتوں کے ایک اس صداقت کا بھی دنیا کے گوشے گوشے میں اعلان کرتے پھرتے ہیں۔ اب ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ ہندوؤں میں بھی ایک ایسا بیدار مغز و سنجیدہ طبقہ پیدا ہو جو اپنی قوم کو اس مثیل کرشن علیہ السلام کے مقام و منصب سے آگاہ کرے۔ تا ایسا ہو کر ایک قسم ہم بڑھیں اور ایک قدم وہ۔ پھر ملاپ کا لطف حاصل ہو۔ یقیناً دنیا گھسکتی ہوئی اسی مقام پر آ رہی ہے۔ مگر ابھی موجودہ حالت یہ ہے کہ

مجھکو یہ آرزو، وہ اٹھائیں نقاب خود

ان کو یہ انتظار، تقاضا کرے کوئی

——— (بشکریہ "ر") ———

# درخواستہائے دعا

۱۔ میری بچی امۃ السلام ... تین اور درویشوں کی بچیاں اور ایک درویش کا بچہ میٹرک کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں سب کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (محمد حفیظ بقاپوری)

۲۔ میری والدہ ایک سال سے معدہ میں ورم کے عارضہ علیل ہیں سرینگر سٹیٹ ہسپتال سے علاج سے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ اب امرتسر ہسپتال میں زیر علاج گئی ہیں۔ احباب جماعت و درویشان قادیان والدہ صاحبہ کی جلد شفا یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار محمود احمد قریشی پونا منشی محمد رحمت اللہ چک ایمرچ کشمیر۔

۳۔ تمام درویشان کرام۔ اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احمدی برادران سے عاجزانہ درخواست ہے کہ میری پریشانیوں اور فکروں کے دور ہونے کیلئے نیز میرے ایک لڑکے اور لڑکی کے میٹرک کے امتحان میں کامیابی کیلئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد از مدراس

۵۔ جملہ احباب جماعت سے گذارش ہے کہ میرے گھر والوں کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کی بلاؤں سے بچائے۔ فلاح دارین نصیب کرے اور انجام بخیر ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے میری اور میرے اہل و عیال کی ساری ضروریات۔ حاجات پوری کرتا چلا جائے۔
خاکسار حاجی محمد الدین درویش قادیان۔

۶۔ خاکسار کے لئے اور اہل و عیال کیلئے۔ اور خصوصاً میرے بڑے بھائی قاضی حبیب الدین احمد صاحب (بنکاک) کیلئے جو اپنی ملازمت کے لئے آجکل کوشاں ہیں جملہ احباب کرام کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے مقصدوں میں کامیاب کرے آمین۔
خاکسار قاضی رشید الدین واقف زندگی

۷۔ مکرم ... خان صاحب احمدی پولیس کانسٹیبل لمبا عرصہ ٹی بی بیمار رہتے اب صحتیاب ہو کر واپس آ گئے ہیں لیکن ہنوز کمزور ہیں اور مکمل صحت نہیں ہوئی۔ احباب سے کامل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔
خاکسار سید ... السلام صدر جماعت احمدیہ پوری

## خدام کی اجتماعی دعائیں

مؤرخہ ۲۵ ر ۲۶ ر فروری ۱۹۶۱ء کی درمیانی شب اور ۲ مارچ کی درمیانی شب کو مقامی خدام کی ایک کثیر تعداد احمدیہ جوبلی ہال میں جمع ہوئی۔ نماز عشاء، تراویح و تہجد باجماعت ادا کیں اپنے پیارے امام کی کامل و عاجل شفایابی کیلئے اسلام اور احمدیت کی عالمگیر ترقی کیلئے دعائیں کیں خدا تعالیٰ قبول فرمائے۔ مقدم الذکر سحری کا انتظام سیٹھ محمود احمد صاحب جلال کو نچہ کی طرف سے کیا گیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء
خاکسار محمد صادق قائد خدام الاحمدیہ حیدرآباد دکن

# مالی سال کا آخری ڈیڑھ ماہ

موجودہ مالی سال کے ساڑھے دس ماہ گذر چکے ہیں۔ اور اب صرف ڈیڑھ ماہ باقی رہ گیا ہے۔ جملہ جماعتوں کے بجٹ وصولی اور بقایا کی پوزیشن کے متعلق مقامی سیکرٹریان مال کی خدمت میں نظارت ہذا کی طرف سے اطلاع بھجواتے ہوئے تحریک کی جا چکی ہے۔ کہ وہ وصولی چندہ میں کمی کو پورا کرنے کی طرف فوری توجہ کریں۔ اور جن احباب جماعت کے ذمہ بقایا چندہ قابل ادا ہے ان سے وصولی کر کے مرکز میں ارسال کریں۔ اب چندہ جات کی وصولی کے لئے غیر معمولی کوشش اور جد وجہد درکار ہے کیونکہ ابھی تک بہت سی جماعتوں کا بجٹ لازمی چندہ جات پورا نہیں ہوا۔ جماعتوں میں اعلیٰ اخلاص اور قربانی کی روح پیدا کرنے میں مقامی عہدیداران کا بھی بہت دخل ہے۔ اگر عہدیداران خود اپنا عمدہ نمونہ پیش کریں اور مؤثر رنگ میں دوستوں کو تحریک فرمائیں تو خدا تعالےٰ کے فضل سے چندہ جات کی پوزیشن کافی بہتر ہو سکتی ہے۔ پس جن عہدیداران نے سال کے دوران میں پوری کوشش نہیں فرمائی۔ ان کو اب تلافی کرنی چاہیئے۔ تاکہ کماحقہٗ ادائیگی فریضہ کر کے عند اللہ ماجور اور اس کے فضلوں کے وارث بن سکیں۔

بجٹ کو پورا کرنے کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا مندرجہ ذیل ارشاد احباب و عہدیداران کی آگاہی و یاد دہانی کے لئے تحریر کیا جاتا ہے۔ فرمایا کہ

"میں ایسے چندہ کا قائل نہیں ہوں کہ وعدہ (بجٹ) تو لکھ دیا اور پھر خط وکتابت ہو رہی ہے۔ یاد دہانیاں کرائی جا رہی ہوں اخباروں میں اعلانات ہو رہے ہوں اور وعدہ کرنے والا پھر بھی خاموش بیٹھا ہے ..... تمہارا چندہ ادا کرنا تمہارے اندر ایک نئی انابت ایک نیا خلوص اور ایک نیا ایمان پیدا کر دے گا"

پھر فرمایا کہ :-

"میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں . . . . وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں۔ یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے"

مزید فرمایا کہ

"جیسا کہ میں نے جلسہ کے موقعہ پر بھی دوستوں سے کہا تھا کہ اب وقت آگیا ہے کہ جماعت اپنے زبانی وعدوں اور الفاظ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے اور جماعت کے تمام دوست تن، من اور دھن سے اسلام کی تقویت کے لئے زور لگانا شروع کر دیں"

حضور کے مندرجہ بالا ارشادات سے واضح ہے۔ حضور احباب جماعت کو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے لئے تاکید فرماتے ہوئے یہ توقع رکھتے ہیں۔ احباب جماعت باوجود اپنی اور خاندانی ضروریات اور مشکلات کے دین کے کام کو مقدم رکھتے ہوئے اپنے ذمہ کے لازمی چندہ جات کو صد فیصدی ادا کریں۔

اگر ہماری جماعت کے تمام دوست اس نکتہ کو صحیح طور پر سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہوں تو یہ امر یقینی ہے کہ اللہ تعالےٰ ایسے احباب کی ذاتی اور خاندانی مشکلات کو بھی اپنے فضل سے خود دور فرما سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ دوست مالی قربانی کے میدان میں اپنا قدم آگے بڑھائیں۔

مبلغین سلسلہ کی خدمت میں بھی درخواست ہے کہ وہ جماعت کے افراد پر ان کی ذمہ واری واضح کرتے ہوئے صد فیصدی چندوں کی وصولی میں تعاون فرمائیں۔

ناظر بیت المال قادیان

---

## زکوٰۃ

زکوٰۃ اس لئے دی جاتی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کی تعمیل ہو سکے۔ اس کے ساتھ سچی محبت اور حقیقی تعلق پیدا ہو۔ اس کی رضا جوئی اور محبت میں استقامت ہو۔ ایثار و قربانی کا مادہ پیدا ہو۔ حرص و بخل کی بیخ کنی ہو۔ زکوٰۃ دینے سے اموال میں کمی نہیں آتی۔ ادائیگی زکوٰۃ اموال میں برکت اور تزکیہ نفوس پیدا کرتی ہے۔ زکوٰۃ کا بدل کوئی چندہ نہیں ہو سکتا۔

ناظر بیت المال قادیان

---

# صدقۃ الفطر اور عید فنڈ

صدقۃ الفطر بظاہر ایک چھوٹا اور معمولی سا حکم معلوم ہوتا ہے۔ مگر بعض احکام جو دیکھنے میں معمولی ہوتے ہیں حقیقت میں وہ بڑے اہم اور ضروری ہوتے ہیں۔ ان کا بجا لانا خدا تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا باعث اور نہ بجا لانا خدا تعالےٰ کی ناراضگی کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس قسم کے اسلامی حکموں میں سے جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک حکم صدقۃ الفطر کا بھی ہے۔ جو تمام مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں پر خواہ وہ کسی حیثیت کے ہوں فرض ہے۔ جو شخص اس فرض کو ادا نہ کر سکتا ہو اس کی طرف سے اس کے سرپرست یا ولی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ادا کرے۔ اس کی مقدار اسلام نے ہر ذی استطاعت شخص کے لئے ایک صاع غلہ اور جو طاقت نہ رکھتا ہو نصف صاع غلہ مقرر کی ہے۔ صاع ایک عربی پیمانہ ہے جو پونے تین سیر کے قریب ہوتا ہے۔ سالم صاع کا ادا کرنا افضل اور اولیٰ ہے۔

چونکہ آجکل فطرانہ تمام طور پر نقدی کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے۔ اس لئے جماعتیں مقامی نرخ کے مطابق فطرانہ کی شرح مقرر کر سکتی ہیں۔ اس کی ادائیگی رمضان میں ہی کی جانی چاہیئے تاکہ مستحق ناداروں کی امداد عید سے قبل ہو جائے اور وہ عید پر اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

یہ رقم مقامی غرباء اور مساکین پر بھی خرچ کی جا سکتی ہے۔ اگر کوئی مقامی آدمی ایسا نہ ہو تو یہ جمع شدہ رقم مرکز میں بھجوا دی جانی چاہیئے۔ یا مقامی مستحقین سے رقم بچ جائے تو وہ بھی مرکز میں بھجوا دی جائے۔ قادیان میں غلہ کے نرخ کے لحاظ سے صدقۃ الفطر کی شرح ایک روپیہ مقرر کی گئی ہے۔

## عید فنڈ اور اس کی کم از کم شرح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے ہر کمانے والے فرد کے لئے ایک روپیہ فی کس کی شرح عید فنڈ قائم ہے۔ اس لئے احباب اس مد میں بھی زیادہ سے زیادہ چندہ ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ اس مد میں وصول ہونے والی ساری رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔

ناظر بیت المال قادیان

---

## اعلان برائے لجنات اماء اللہ بھارت

ماہ اکتوبر ۱۹۶۰ء میں لجنہ اماء اللہ بھارت کی سالانہ رپورٹ شائع ہونے کے بعد سے لجنات اماء اللہ ماہانہ رپورٹ بھجوانے میں سست ہو گئی ہیں۔ حالانکہ اپنی گذشتہ رپورٹ کو دیکھتے ہوئے آئندہ سال اس سے بہتر کام کرنے کا عزم کرنا چاہیئے تھا۔ میں امید کرتی ہوں کہ اس اعلان کے بعد جن لجنات نے اپنی ماہانہ رپورٹ نہیں بھجوائی وہ اپنی رپورٹ جلد از جلد بھجوائیں گی۔ اور آئندہ جہاں وہ اپنی اپنی جگہ کام کر رہی ہیں مرکزی لجنہ کو باقاعدہ رپورٹ کے ذریعہ اپنے کام کی اطلاع دیتی رہیں گی۔

امۃ القدوس صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

---

## "۲۳ مارچ یوم مسیح موعودؑ"

جیسا کہ قبل ازیں بذریعہ اخبار بدر اعلان کیا جا چکا ہے مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۶۱ء کو یوم مسیح موعود منایا جا رہا ہے۔ جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے گذارش ہے کہ اپنی اپنی جگہ اس دن کو پوری شان کے ساتھ منائیں۔ یہ وہ دن ہے جبکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باذنِ الٰہی لدھیانہ کے قیام پر پہلی بیعت لی تھی۔ گویا بروزی رنگ میں بعثت محمدیؐ آخرین میں ظہور پذیر ہوئی تھی۔ صدر صاحبان اور سیکرٹریان تبلیغ اس دن کے شایانِ شان پورے اہتمام کے ساتھ جلسے منعقد کریں اور غیر از جماعت لوگوں کو بھی اس میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔

اس دن کے منائے جانے کی رپورٹیں اس دفتر میں بھجوائی جائیں۔ تاکہ بدر میں شائع کی جا سکیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

---

## صدقات

صدقہ و خیرات صرف روحانی بیماریوں کا ہی علاج نہیں جسمانی اور ظاہری تکالیف و مصائب سے بچنے اور نجات پانے کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اس لئے احباب کو صدقات دینے کی طرف بھی توجہ رکھنی چاہیئے۔ صدقات کی رقوم بھی محاسب صاحب صدر انجمن قادیان کے نام ارسال فرمادیں۔

ناظر بیت المال قادیان۔

# مسیح موعود ـــ ایک فتح نصیب جرنیل

(بقیہ صفحہ ۳) ـــــــــــ

حضرت کرشن اور حضرت رامچندر جی کو حضور نے برگزیدہ انسان قرار دیا۔ تو حضور کو اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے طعن کا نشانہ بننا پڑا۔ مگر زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ سیاسی حالات کے بدلنے کے ساتھ ہی ان نکتہ چینیوں کے اپنے نظریات میں بھی تبدیلی آگئی۔ اور آج وہی لوگ اکثریت کے بزرگوں کے گن گانے پر مجبور ہو گئے۔

پھر مسئلہ جہاد بھی کسی زمانہ میں بڑے معرکے کا موضوع رہا۔ نا سمجھ علماء نے اس سلسلہ میں اسلام کو جس طرح بدنام کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اور جب برگزیدہ وجود نے اُن پر یہ غلطی واضح کی اُسے دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا۔ اور کفر کے فتوے کا نشانہ بنایا۔ مگر اب جاؤ اور بھارت کے طول و عرض میں پھیر کر دیکھ لو یا دنیا کے اکناف میں گھوم جاؤ کوئی ایک مولوی بھی ایسا نظر نہیں آئے گا جو نئی زمانہ کفرہ الحاد کے خلاف جہاد سیفی کا حامی اور قائل ہو۔ اس کے برعکس اب تو واضح طور پر علوم غیر احمدی علماء تلمی اور لسانی جہاد کا پرچار کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں!!

یہ تو اُن چند باتوں کا ذکر تھا۔ جو مخصوص طور پر مسلمانوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ اب آخر بطور مثال ایک ایسی بات بیں مستحضر کر لیجئے جو بھارت میں بسنے والی دو بڑی قوموں ہندو مسلم کے باہمی اتحاد و اتفاق اور صلح و صفائی کے ساتھ رہنے کے بارہ میں تھی۔ حضور نے اپنی وفات سے صرف چند روز قبل ہی اس اہم امر کی طرف دونوں قوموں کو توجہ دلائی۔ اور سالہا سال کے دراز کے باہمی تلخ تعلقات کے ذکر سے انہیں تلقین کی کہ وہ جلد صلح کر لیں۔ بصورت دیگر بعد میں ظاہر ہونے والے گھناؤنے واقعات سے قبل از وقت متنبہ کر دیا۔ مگر افسوس کہ دونوں قوموں میں آپ کی بات کی شنوائی نہ ہوئی۔ مگر ۱۹۴۷ء کے واقعات نے اس نصیحت کی قدر و منزلت کو عیاں کر دیا۔ اب اس عملی تجربہ کے بعد برصغیر کی یہ دونوں قومیں اس کے فوائد کی اہمیت مان رہی ہیں ــــ!!

الغرض سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نظریات و خیالات کو ہر جہت سے بفضلہ تعالیٰ نمایاں فتح حاصل ہو رہی ہے ان تمام احوال و کوائف پر گہری نظر ڈالنے والا یہ محقق اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔ کہ فی الواقع آپ ایک فتح نصیب جرنیل تھے۔ اور آپ نے بالکل بجا طور پر فرمایا تھا کہ

"میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا"

فالحمد للہ علیٰ ذالک +

---

نئی دہلی ۱۳ مارچ۔ راجیہ سبھا میں عام بجٹ پر بحث کا جواب دیتے ہوئے وزیر خزانہ شری مرارجی ڈیسائی نے اپنی ٹیکس تجاویز کی حمایت کی اور زائد نفع جات پر ٹیکس عائد کرنے کی مانگ مسترد کر دی انہوں نے یہ ماننے سے انکار کیا کہ نئے ٹیکسوں کا بوجھ عام آدمی پر پڑتا ہے تاہم کہا کہ بعض دکانداروں نے قیمتیں اتنی بڑھا دی ہیں کہ ٹیکس اس کا جواب پیش نہیں کر سکتے۔ میں ایسے طریقے تلاش کر رہا ہوں جن سے چھوٹے دکانداروں کو ناجائز منافع کمانے سے روکا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ ٹیکس تجاویز اس مقصد کو سامنے رکھ کر لگائے جاتے ہیں۔ کہ ترقیاتی کاموں کی مالی ضروریات پوری کی جا سکیں۔ عوام کا معیار زندگی بلند کرنے کے لئے روپیہ لوگوں سے ہی اکٹھا کرنا ہوگا۔ دیش میں صرف ۱۰ لاکھ اشخاص براہ راست ٹیکس ادا کرتے ہیں اور اس سے ظاہر ہے کہ سارے ٹیکس انہیں پر نہیں لگائے جا سکتے۔

---

چنڈی گڑھ ۱۳ مارچ۔ آج ڈپٹی وزیر آبپاشی شری دلبیر سنگھ نے پنجاب اسمبلی میں ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ بیاس ڈیم پر ۹۴ کروڑ روپیہ خرچ ہونے کا اندازہ ہے۔ منصوبہ کی تعمیر پر ۷ سے ۱۰ برس تک صرف ہوں گے۔ اس سلسلہ میں ۳۱ دسمبر ۱۹۶۱ء تک ۲ کروڑ ۴۳ لاکھ ۴۰ ہزار روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ جغرافیائی سروے مکمل ہو چکا ہے۔ بنیادی تفصیلی چھان بین جس میں طبعی اراضی چھان بین، علاقہ کی طبعی نقشہ کشی، مضبوط اور قابل اعتماد چٹانوں کی تلاش کے لئے دریا کی تہہ میں کھدائی وغیرہ کا کام شامل ہے۔ مکمل ہو چکی ہے۔ تاکہ تفصیلی ڈیزائن تیار کئے جا سکیں +

# جلسہ آریہ سماج میں اشتعال انگیز تقاریر

(بقیہ صفحہ اول) ـــــــــــ

کرنے کی برداشت نہیں کر سکتے۔ اس وقت جبکہ احمدیہ جماعت اپنے مقدس مرکز میں نہایت قلیل تعداد میں ہے۔ اس قسم کی اشتعال انگیزی اور منافرت خیزی یقیناً اس بات کی آئینہ دار ہے کہ ان لوگوں میں ذرہ بھر بھی رواداری اور وسعت قلبی نہیں اور فرقہ وارانہ منافرت پیدا کر کے یہ لوگ ملک کو بدنام اور حکومت کو پریشان کرنے سے نہیں چوکتے۔

پنڈت نرنجن دیو نے بھی نہایت اشتعال انگیز اور جماعت احمدیہ کے مذہبی جذبات کو صد درجہ مجروح کرنے والی اور احمدیوں کے مذہبی عقائد اور پیشواؤں کی سخت توہین کرنے والی تقریر کی۔ اور اپنے بغض اور کینہ کا اظہار کیا۔

بے شک احمدیہ جماعت خدا تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ اور اس کو دشمنی اور مخالفت کی باد صرصر تباہ نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے وعدوں کے مطابق ترقی دے گا اور پروان چڑھائے گا۔ لیکن ان مخالفین کی حرکات یقیناً قابل صد نفرین ہیں۔ یہ لوگ اس طریق سے اپنے مذہب، قوم اور ملک کی کوئی خدمت نہیں کر رہے بلکہ اس کو بدنام اور داغدار کر رہے ہیں۔ اس وقت جبکہ ہمارے ملک میں اتحاد و اتفاق اور تعمیری کاموں میں یکجہتی سے حکومت کے ساتھ تعاون کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ مذہبی اشتعال انگیزی اور منافرت خیزی یقیناً بہت مکروہ اور قابل اعتراض حرکت ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ان لوگوں کو امن، اتحاد اور باہمی خوشگوار تعلقات کی کوئی قدر نہیں +

# شادی کی دو تقریبات!

سردار لاج سنگھ صاحب نمبردار تلونڈی جھنگلاں کی لڑکی مسماۃ گوردیپ کور کی شادی کی تقریب مورخہ ۸/۳/۶۱ کو منعقد ہوئی۔ جس کا رشتہ سردار گوردیپ سنگھ باجوہ وڈالہ گرنتھیاں کے ساتھ طے پایا۔ اس تقریب میں شمولیت کے لئے علاوہ قادیان کے بعض دیگر افراد کے جماعت احمدیہ کے بعض احباب کو بھی مدعو کیا گیا۔ چنانچہ جناب مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت قادیان اور مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے ناظر امور عامہ مع بعض دیگر احباب کے اس تقریب میں شامل ہوئے۔ اور بذریعہ تانگہ اسی شب کو قادیان واپس آ گئے۔

ـــــ (۲) ـــــ

سردار بلدیو سنگھ صاحب باجوہ کی لڑکی بی بی سرجیت کور باجوہ کی شادی کی تقریب مورخہ ۱۱/۳/۶۱ کو منعقد ہوئی۔ یہ رشتہ سردار رگھبیر سنگھ کاہلوں بی۔ اے۔ بی۔ ٹی رئیس حیات پور ضلع لدھیانہ سے طے پایا۔

اس تقریب میں شمولیت کے لئے بھی ہمارے احباب کو مدعو کیا گیا۔ چنانچہ مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب اور مکرم مولوی برکات احمد صاحب مع بعض دیگر احباب جماعت کے اس میں شامل ہوئے۔ خدا تعالیٰ ان ہر دو رشتوں کو اپنے خاندانوں کے لئے مبارک کرے۔

(نامہ نگار)